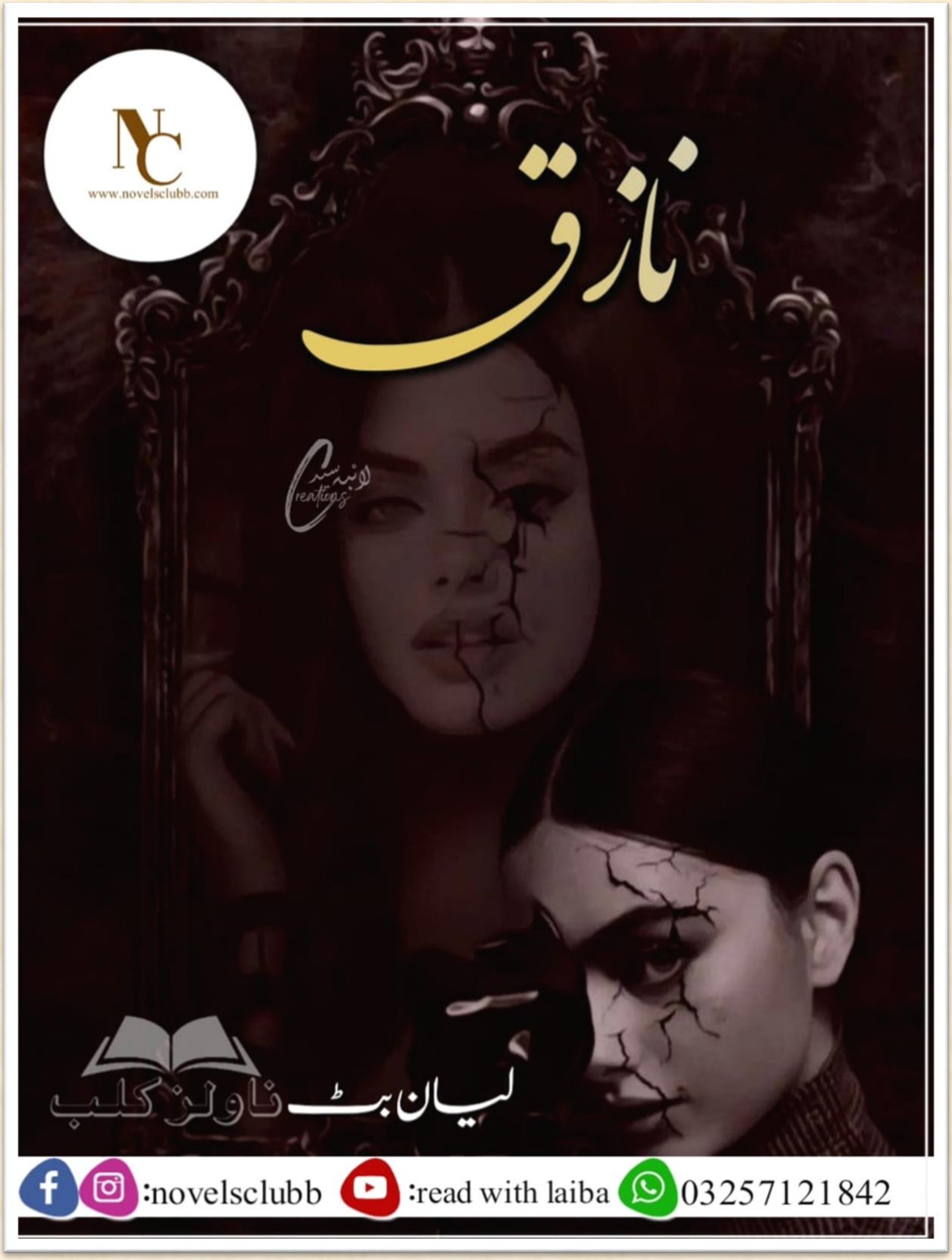

www.novelsclubb.com
نازق
لیان بٹ
ناولز کلب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

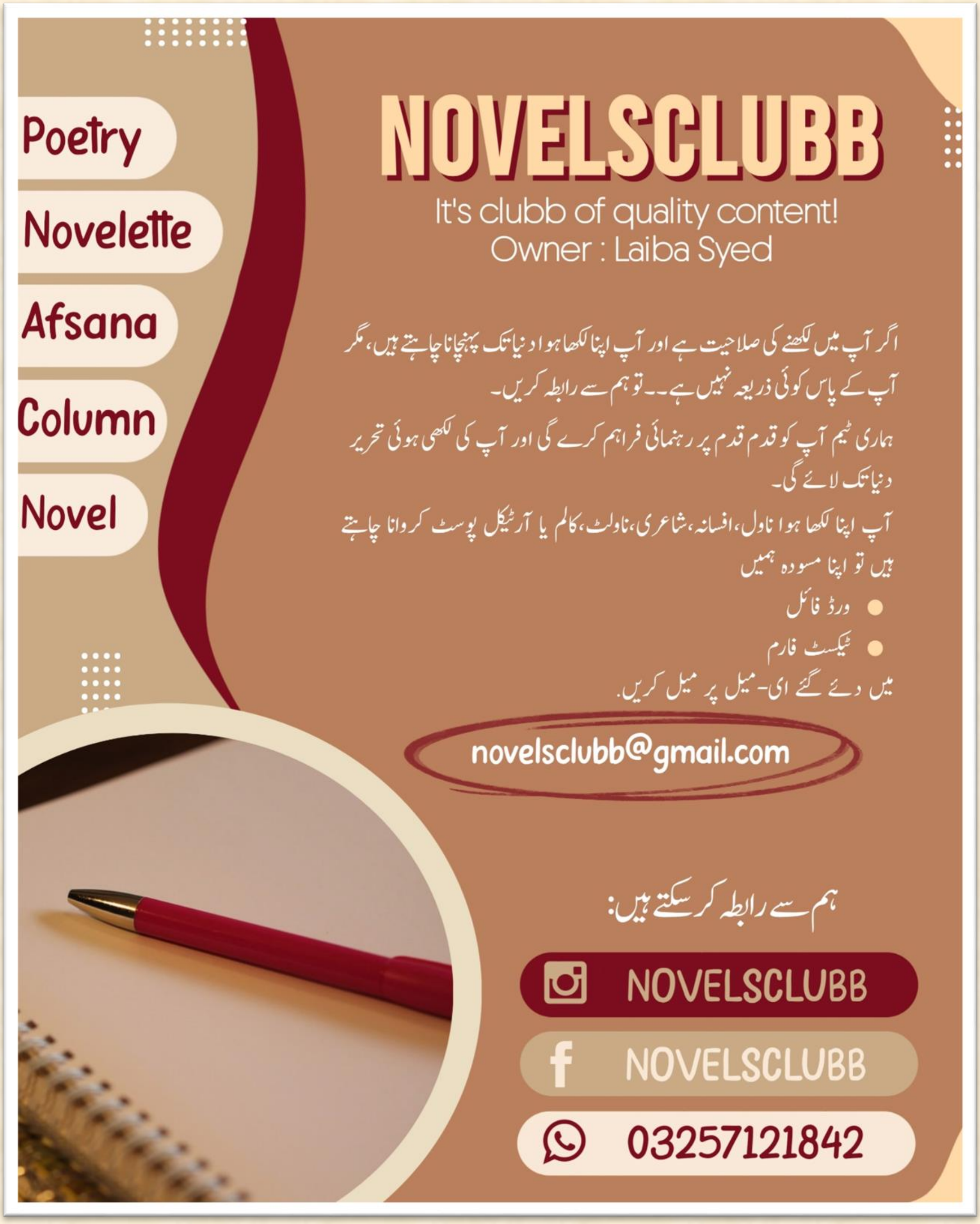
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

نازق

از قلم

لیان بٹ

Clubb of Quality Content!

نازق

قسط نمبر:3

متفق

تم چیزوں کی قدر جانو گے جب وہ تم سے دور ہو جائیں گیں، رشتوں کی، دوستیوں کی، اور دوستوں کی، یا محبت کی۔ پھر آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا غم، یا ہم، یا ایک لمحہ کو بدل جائے وقت اگر اور تم ملو اس سے جو بدل دے تمہیں، تمہاری زندگی، اور تمہارا دل اور تم جانو کہ زندگی سیاہ اور سفید سے کہیں زیادہ ہے۔

Clubb of Quality Content

سورج کی تیز روشنی انکھوں پر پڑ رہی تھی، یوں کہ شہد رنگ آنکھیں زیادہ دیر کھلی نہ رہ سکیں۔ کون جانے یہ مئی میں جولائی کی گرمی کہاں سے آئی تھی۔ دوپہر کی تازگی ختم ہوتی جا رہی تھی۔ اس کی انکھیں ہنوس کسی کی منتظر تھیں، کون جانے وہ آئے گی بھی یا نہیں، کون جانے۔ فتحان ہاتھ میں پہنی گھڑی کو دیکھتا ایک ہاتھ سے گھوڑے کی نکیل سنبھالے دور گھاس تک رہا تھا۔ اسے یہاں اس طرح انتظار کرتے کتنا وقت ہوا کون جانے، بالآخر وہ جانے لگا جب

اس کی سماعت سے گھوڑے کی ٹاپ کی آواز ٹکرائی اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھر گئی جانے کیوں اس کے دل نے اسے کہا تھا کہ وہ آئے گی،اور وہ اگئی تھی۔ وہ یو ہی کھڑا رہا گھوڑے کی ٹاپ قریب آئی اور پھر رکھ گئی۔ فتحان نے رخ مور کر دیکھا، گھنگریالے بولوں کی اونچی پونی بنائے نازق ایک گہرے بھورے رنگ کے گھورے پر بے تاثر چہرہ لیے بیٹھی ہوئی تھی۔ ہلکے بورے رنگ کی آنکھیں دھوپ کی شدت سے چمک رہی تھیں۔یہ ایک مکمل منظر تھا جو فتحان اپنی ساری زندگی دیکھ سکتا تھا،جانے کیوں وہ اس بات کا اقرار نہیں کر سکتا تھا۔نازق ابھی بھی گھورے پر بیٹھی ہوئی تھی۔

"فتحان تم نے مجھے horse race کے لیے بلایا ہے" اس کا لہجہ متوازن تھا مگر آواز سے بیزاریت واضع تھی۔ فتحان کچھ کہے بغیر گھورے پر چڑھا،

"میں نے تم سے ریس کا کہا تھا" فتحان نے بے نیازی سے شانے اچکائے،

"یہ تم تھی جو گھوڑے پر ائی ہو ویسے کیا تمہیں گھوڑ سواری اتی ہے یو نو کہ horses and hearts are difficult to control" نازق ہلکا سا مسکرائی۔ فتحان نے

اسے پہلی بار مسکراتے دیکھا تھا،وہ مسکراتی بھی تھی۔اس کی مسکراہٹ کس کی طرح تھی، کون تھا وہ جس کی انکھیں چمکتی تھیں مسکرانے پر۔ فتحان سوچنا چاہتا تھا،مگر وہ نازق سے نظریں نہ ہٹا سکا تھا،جانے کیوں۔

"میں دلوں کو سنبھالنے کا فن جانتی ہوں یا نہیں، مگر گھوڑے مجھ سے اچھے پورے لاہور میں کوئی نہیں سنبھال سکتا"

وہ کہتی گھوڑے کو موڑنے لگی،اور فتحان سر جھکا کر ہنسنے لگا۔وہ اسے پتہ نہ سکا کہ وہ دلوں کو گھوڑوں سے کہیں زیادہ اچھا سنبھال سکتی ہے،یہ بات اس نے قاسم احمد کو اکثر کہتے سنا تھا۔

"تو تم hippophile ہو" فتحان نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے نازق سے سوال کیا۔

وہ اس کے انداز سے محظوظ ہوا تھا۔

"فتحان تم جانتے ہو میرا انانا کون تھے" وہ اب گھوڑا فتحان کے ہلکے بھورے رنگ کے گھوڑے کے ساتھ لا چکی تھی۔اس کا رخ فتحان کی جانب تھا۔ فتحان نے نفی میں سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میرے نانا خرم افندی سلطنت عثمانیہ کی فوج میں ایک کماندار تھے۔ وہ کسی بہت اچھے عہدے پر تو نہ تھے، مگر سلطان عبدالحمید کے تخت سے معزول ہونے کے بعد نانا نے عثمانیوں کو خیر آباد کہا اور ایک بہت عام زندگی گزاری مگر عثمانیوں کو چھوڑنے کی وجہ جانتے ہو کیا تھی؟

وہ جیسے اس کا جواب سننے کو رکی، فتحان نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ تو بس اسے سن رہا تھا، وہ اسے ساری زندگی سن سکتا تھا اور وہ اسے ساری زندگی سننا چاہتا تھا۔ دھوپ دونوں کی انکھوں پر پڑتی ان کو چمکا رہی تھی۔ کوئی جواب نہ ملنے پر وہ دوبارہ کہنے لگی۔

عبدالحمید کے معزول ہونے کے بعد انگریزوں نے نانا کو اپنے ساتھ کرنا چاہا مگر میرے نانا نے ایک کمتر زندگی چنی کم ظرف ہونے کے بجائے۔ انہوں نے اپنے وقار کا سودا نہیں کیا۔ ان کے بارے میں مشہور تھا کہ سلطنت میں کوئی ان سے اچھا گھورسوار نہ تھا، اور میں نے ان ہی سے گھورسواری سیکھی ہے۔

نازق نے رخ موڑ کر فتحان کو دیکھا،

"تو کیا تمہیں فتحان احمد لگتا ہے کہ تم مجھے ہرا سکتے ہو" فتحان سر جھکا کر مسکرایا، پھر اس کی انکھوں میں دیکھتا بے نیازی سے شانے اچکانے لگا۔

قریبا 15 منٹ کے بعد وہ دونوں اپنے گھوڑے بھگا رہے تھے، فتحان ایک اچھا گھور سوار تھا، مگر نازق جتنا نہیں وہ حقیقتا بہترین بلکہ پورے لاہور کی سب سے بہترین گھور سوار تھی۔ اگرچہ یہاں اب اس فن کو کم ہی لوگ جانتے تھے مگر وہ ان میں بھی بہت بہترین تھی، اور اب فتحان احمد جان چکا تھا کہ وہ ہارنے والا ہے نازق فنشنگ لائن تک پہنچ چکی تھی۔ یکا یک فتحان کا گورا بے قابو ہوا گھوڑا اپنی سمت چھوڑ کر گول گول گھومنے لگا فتحان کا دماغ کہیں اور پھسا تھا۔ وہ گھوڑے کی طرف متوجہ نہ ہو سکا چند ثانیے بعد نازق گھورے سے اتر کر تیز تیز چلتی دکھائی دی، وہ اسے دیکھ رہا تھا نازق گھورے کی نکیل سنبھالے اب اس کو پر سکون کر رہی تھی۔ وہ نہ صرف کھوڑ سواری میں ماہر تھی بلکہ گھوروں کے ہر معاملے میں کوئی اس کا ثانی نہ تھا۔

"پیچھے اؤ"

اس کی آواز پر وہ چونکا اور ہوش میں آیا، پھر گھورے کی پوشت سے اتر کر نیچے آیا۔ نازق اب گھورے کو ایک ہاتھ سے سہلاتی دور کھڑے کسی آدمی کو بلا رہی تھی۔ یہ ان کا فارم ہاؤس تھا نازق کا گھوڑا در حقیقت ایک گھوڑا نہیں تھا وہ ایک گھوڑی تھی۔ وہ دھوپ سے تھوڑا دور تھی تو اس کا رنگ ہلکا بھورا معلوم ہوتا تھا، البتہ فتحان کا گھوڑا یہاں نیا تھا۔ فتحان جرمنی سے آیا تھا، اور اسے آئے ابھی صرف ایک مہینہ ہوا تھا اسے گھوڑ سواری کا شوق تھا، جس کی وجہ سے اس نے آتے ہی یہ گھوڑا لیا تھا۔ نازق اس ادمی کو گھوڑے کے مطابق ہدایت دیتی فتحان کی طرف مڑی۔ وہ یہ ریس جیت چکی تھی اور اب مونا کو واپس لینے کا وقت تھا وہ قدم قدم چلتی فتحان کے سامنے ائی، ابھی وہ کچھ کہتی اس سے پہلے ہی فتحان بول اٹھا، "مجھے رشتہ چاہیے" نازق کے چہرے پر واضح بے یقینی تھی۔ فتحان نے بے تاثر لہجے میں گویا سر سے کچھ اتار کر پھینکا تھا۔ لمحے بھر کی بے یقینی تھی پھر نازق کہ ابرو تن گئیں، فتحان اس کے تاثرات سے محظوظ ہوا تھا۔ "مجھے تمہاری گھوری کا نام نہیں معلوم مگر مجھے یہ بہت اچھی لگی ہے اور

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میرے گھورے کو بھی، کیا تم اپنی گھوری کے لیے میرے ہینڈسم گھورے کا رشتہ قبول کرتی ہو" وہ لبوں پر مسکراہٹ سجائے کہہ رہا تھا۔ نازق نے گردن نفی میں ہلائی۔

"ہرگز نہیں" وہ سینے پر ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔

"مگر کیوں" فتحان نے حیرت پر قابو پاتے کہا۔

"اتنی جلدی انکار" نازق نے نیازی سے شانے اچکائے۔ تمہارا گھورا اگر فیڈرک ہوتا تو میں سوچتی مگر تمہارا گھورا تو انتہائی غصیلا ہے، میری کلیسی نہیں برداشت کرتی اور اگر کوئی آپ کو سمجھنے والا نہ ہو، یا وہ آپ سے calmly بات نہ کرے تو مجھے کلیسی کو گھر بیٹھا کر رکھنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس کی بات پر فتحان بے اختیار سر پیچھے پھینکیں ہنسنے لگا۔ نازق اسے ہنستا دیکھ خود بھی مسکرا رہی تھی۔ وہ آج کچھ زیادہ ہی مسکرا رہی تھی۔ یکا یک وہ جانے کے لیے مری جب اس نے فتحان کو کہتے سنا،

"ویسے یہ فیدرک کون ہے" نازق نے چہرہ مور کر فتحان کو دیکھا اور بے نیازی سے شانے اچکائے۔ فتحان کو اس کا انداز بہت مرغوب کیا تھا۔ نازق جانے کے لیے مری مگر پھر اپنی

جگہ پر ہی کھڑی رہ گئی، سامنے سے ایڈم چلتا آرہا تھا۔ ایڈم کو دیکھ اس کے دل میں سکون اترا تھا۔ وہ جانے کیوں اسے اپنا ہی بیٹا لگتا تھا۔ اس پر اسے کبھی غصہ نہیں اتا تھا۔ ایڈم اس کے بالکل سامنے کھڑا تھا۔ وہ قد میں نازق سے زیادہ لمبا تھا، اور اپنی کلاس میں بھی سب سے لمبا تھا یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی کلاس میں لڑکیوں کا کرش تھا۔ مگر نازق یہ بات ماننے کو تیار نہ تھی اور اگر ایڈم مراد احمد کو کسی کے ماننے یا نہ ماننے سے فرق پڑتا تھا تو وہ نازق مراد احمد ہی تھی۔

ایڈم بھی مسکرا رہا تھا، وہ نازق سے خالص ترک انداز میں ملا تھا وہ جانتا تھا گھورا اور نازق جب ساتھ ہوتے ہیں تو وہ ترکی میں ہوتے ہیں۔ ایڈم کو بے اختیار فتحان پر ترس آیا تھا، وہ دونوں بہن بھائیوں کو دیکھ کر حیران ہوا اور خوش بھی۔ فتحان نے ایڈم کو دیکھ کر مسکراہٹ ضبط کی تھی۔

"فتحان بھائی ویسے مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی۔ مجھے لگتا تھا کہ آپ کم از کم اپ ہی نازق کو ہرا سکتے ہیں" اب کی بار مسکرانے کی باری نازق کی تھی،

"فتحان مجھے لگتا ہے کہ تم صرف نام کے فاتح ہو کیونکہ آج فتح میری ہوئی ہے" وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے کہہ رہی تھی، جانے کیوں وہ مسکرا رہی تھی، فتحان بھی مسکرایا تھا۔

"ہاں ویسے ہی جیسے تم صرف نام کی نرم ہو" بے نیازی سے کہتا وہ شاید جانے انجانے میں کچھ غلط کہہ گیا تھا۔ نازق کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔ چند لمحے کے لیے وہ ساکت ہوئی۔

فتحان کو احساس ہوا کہ وہ کچھ غلط کہہ گیا، ہے کچھ وہ کہہ گیا ہے جو اسے نہیں کہنا چاہیے تھا۔

ابھی وہ کچھ کہنے کے لیے لب کھولتا اس سے پہلے نازق بول پڑی،

"تم بالکل صحیح کہہ رہے ہو میں حقیقتاً صرف نام کی نرم ہوں" ایڈم بے عقینی سے کبھی نازق کو دیکھتا تو کبھی فتحان کو، اسے نہیں معلوم تھا کہ یکدم ہی کیا ہوا۔ اس کے دل نے اسے ڈرایا تھا، وہ نازق اور ازکان کی لڑائیاں دیکھتا آیا تھا، مگر وہ نہیں چاہتا تھا کہ نازق اور فتحان کی لڑائی بھی ہو۔ کبھی کبھی تو بد صورت کی بات واقعی سچ لگتی ہے، کہ وہ کسی پھوپھی کی روح تھا۔

"استغفار اللہ"

ناول کلب
Clubb of Quality Content

خواہ مخواہ وہ سوچ رہا تھا، جو نہیں ہو وہ انشاءاللہ نہیں ہو گا۔ وہ خود سے کہتا اب بات کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔

"فتحان بھائی" ایڈم کے اس کو مخاطب کرنے پر فتحان اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"فتحان بھائی آپ آج ہمارے ساتھ ڈینر کیوں نہیں کرتے زیان بھائی اور ادریس بھائی بھی ہوں گے" وہ بہت دوستانہ انداز میں کہتا نازق کو اپنی عمر سے بہت بڑا لگنے لگا تھا۔ وہ جان چکی تھی کہ وہ بات کو کور کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اسے احساس ہوا تھا کہ ایڈم وقت سے پہلے ہی بہت بڑا ہو چکا تھا۔ اس کی عمر کے لڑکے تو بہت بے پرواہ ہوتے تھے جانے کیوں وہ سب سے مختلف تھا۔ وہ کیوں تھا ایسا ہر چیز میں بہترین۔ سب کہتے تھے کہ ایڈم میں بہت بچپنا تھا، مگر نازق جانتی تھی کہ ایڈم کے اندر کیا چل رہا تھا۔ وہ ان دونوں کو باتیں کرتا چھوڑ آئی تھی، جانتی تھی کہ ایڈم جلد ہی واپس آجائے گا۔ فتحان نے اس کو جاتا دیکھتا رہا۔ بظاہر تو کچھ نہیں ہوا تھا، مگر وہ نازق کو اتنا تو جان چکا تھا کہ نازق بدگمان جلدی ہوتی ہے۔

اس نے زیان سے نازق اور مراد احمد کے بارے میں سن رکھا تھا، جانے انجانے میں جانے

ناول کلب
Clubb of Quality Content

کیوں وہ اسے بدگمان کر چکا تھا۔ ایڈم اس سے کوئی بات کیے بغیر وہاں سے چلا گیا تھا، جو بھی ہو فتحان کا طنز اسے بھی برا لگا تھا۔ کوئی اس کی نرمی دیکھنا ہی نہیں چاہتا تھا وہ نازق کی نرمی کیوں نہیں دیکھتے تھے۔ آج پہلی بار ایڈم کو فتحان ازکان کے جیسا لگا تھا، وہ قدم اٹھاتا گھاس پر آگے بڑھ گیا اور فتحان اسے جاتا دیکھتا رہا۔ نازق کا بدلہ انداز سمجھ میں آتا تھا مگر ایڈم کو جانے کیا ہوا تھا، شاید فتحان ابھی تک ایڈم اور نازق کے ماں بیٹے والے پیار سے ناواقف تھا۔ وہ گزیل اور ازکی سے بھی ناواقف تھا۔ اسے لگتا تھا کہ گزیل سے معصوم کوئی نہ تھا۔ وہ شاید کچھ دن پہلے ہونے والی واقعے سے ناواقف تھا۔ شاید وہ احمد دراز سے ہی ناواقف تھا۔ وہ جانے کے لیے مڑا، سامنے وہ آدمی کھڑا تھا جس کو کچھ وقت پہلے نازق نے ہدایت دی تھی وہ دیکھ سکتا تھا کہ وہ آدمی بھی اس کے گھوڑے کو سنبھال نہیں پا رہا تھا۔ وہ صحیح کہتی ہے وہ حقیقتاً فاتح تھی صرف ریس کی نہیں، بلکہ دل کی بھی۔ وہ قدم قدم چلتا وہاں سے چلا گیا۔ کلیسی جورج کے ساتھ کھڑی رہ گئی تھی ہلکے اور گہرے بھورے رنگ کے دو گھوڑے ایک ساتھ

کھڑے تھے۔ گہرا اور ہلکا برا رنگ ایک ساتھ تھا، اور آخر بھورا رنگ کس کا تھا؟ جانے کس نے پوچھا تھا؟

وہ گھر آئے تو نازق سیدھا اپنے کمرے میں گئی۔ ایڈم تین راہداریوں کو جوڑنے والے سرے پر کھڑا تھا۔ اسے علیف یاد نہیں تھیں، بس کچھ دھندلے منظر، گنٹمنٹ ہوتی آوازیں، اس کے ذہن کے کسی خانے میں محفوظ تھیں۔ مگر اسے وہ دن اچھی طرحا سے یاد تھا، وہ آخری دن۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ تین سال کا تھا، اور تین سال کا بچہ اکثر باتیں بھول جاتا ہے مگر ایڈم مراد احمد اپنی زندگی کا سب سے بڑا خسارہ کیسے بھول سکتا تھا۔ پر کیا وہ جانتا تھا کہ اس سے بڑا خسارہ اس کی زندگی میں آنے کو ہے۔ علیف مراد احمد اس کے سامنے سفید چادر میں لپٹی ہوئی تھیں ازکی اور گزیل بہت رو رہی تھیں۔ ازکی گزیل کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی، مگر وہ خود کو بھی نہ سنبھال سکی تھیں۔ اس دنیا میں اگر کوئی تھا جو اس کی پیدائش پر خوش تھا اور اگر کوئی

تھا جو اس سے بہت پیار کرتا تھا تو وہ علیف ہی تھیں گزیل جان چکی تھی کہ موت کیا ہے اور اسے اندازہ تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا۔ وہ ایک بہت معصوم بچی تھی اس سے اس کی چھت چھین لی گئی تھی، ماں کی ممتا کی ٹھنڈی نرم گرم سی چھت جیسے سردیوں میں میٹھی دھوپ سی ہوتی ہے، گرمیوں میں چھاؤں دیتی ہے، اس درخت کی چھاؤں اس سے چھین لی گئی تھی۔ مراد احمد نے خود کو کمرے میں بند کر لیا تھا۔ وہ جو بہت محبت کرنے والے، بہت شفیق تھے، وہ بہت تلخ ہو چکے تھے۔ اس سب میں نازق تھی جو بالکل خاموش تھی۔ وہ بھی ایڈم کی طرح نہیں روئی تھی بس سامنے پڑی اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔ ایڈم کو کچھ پتہ نہیں تھا تو وہ سب جان چکی تھی وہ دونوں مختلف ہو کر بھی کتنے ملتے تھے۔ علیف مراد احمد کو ان کی آخری ارام گاہ پہنچانے کا وقت آگیا تھا۔ انھیں مراد احمد کا کندھا نصیب نہ ہو سکا نہ ہی اپنے کسی اور قریبی محرم کا کندھا نصیب ہوا تھا۔ قاسم احمد، ازکان، زیان اور ادریس تھے، جنہوں نے علیف کو کندھا دیا تھا۔ ابھی وہ علیف مراد کو اُٹھاتے کہ ایڈم نے کسی احساس کے تحت اپنی ماں کا کفن اپنی موٹیوں میں پھنسایا تھا۔ ازکی کی سسکیاں بلند ہوئی تھیں۔

تین راہداریوں کے سرے پر کھڑا ایڈم آنکھیں بند کر گیا تھا،وہ جانتا تھا کہ اس کے آنسو ابھی بہنے لگیں گئے،ابھی بہیں گے،ابھی باہر آئیں گے،مگر وہ رونا نہیں چاہتا تھا۔بند آنکھوں سے ایک آنسو نکلا تھا اسے علیف یاد آئی تھیں۔مگر وہ اعتراف کرنے والوں میں سے کہا تھا۔منظر بدلا وہ لوگ علیف کو لے جا چکے تھے،ایڈم،ازکی،اور گزیل رو رہے تھے۔نازق اپنی جگہ سے اٹھی،وہ واحد تھی جس کی آنکھیں نم تک نہ تھیں،جبکہ باقی سب کا رو رو کر برا حال تھا۔وہ قدم اٹھاتی بی نوں کے پاس آئی تھی،جو ایڈم کو چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھیں مگر نہ کر سکی تھیں۔نازق نے ہاتھ بڑھایا تو بی نوں نے ایڈم کو نازق کے حوالے کر دیا،اب وہ گزیل کو اپنے ساتھ لگا رہی تھی،ازکی کی طرف ہاتھ بڑھا چکی تھی جس کو ازکی نے بہت مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔وہ دن تھا اور آج کا دن وہ چاروں بہن بھائی ایک دوسرے کی ڈھال بنے کی کوشش میں تھے۔وہ کسی کے سامنے نہیں روتا تھا مگر ایسے خاموش آنسو بہاتا رہتا تھا۔مگر کسی نے دیکھا تھا،اس کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔ایڈم اس کا بھائی تھا وہ اسے یوں روتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔اس کی آنکھ سے بھی ایک آنسو لڑک کر گال پر آیا تھا۔

مگراب اس سے پتا تھا کہ اسے کیا کرنا ہے، آنسو صاف کرتی خود کو نارمل کر چکی تھی۔

چہرے پر کہیں رونے کا کوئی انصر نہ تھا،وہ تیزی سے سیڑیاں اترتی نیچے آئی تھی۔ایڈم رخ موڑنے چاہتا تھامگر نہ مور سکا،اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔گزیل کی ہیل اس کے پاؤں پر لگی تھی درد سے اس کا براحال تھا۔اس کے منہ سے بے اختیار بد صورت نکلا تھا،خلاف توقع گزیل کو برا نہیں لگا تھا،جانے کیوں آج پہلی بار گزیل کو اسے بد صورت کہنا اچھا لگا تھا جس کو وہ کمال مہارت سے چھپا گئی تھی۔تاثرات سنجیدہ کرتی وہ سوری کہہ کر جانے لگی، ایڈم کو حیرت ہوئی تھی اس نے گزیل کو سنجیدگی سے بات کرتے نہیں دیکھا تھااوپر سے سوری بھی ایڈم حقیقتا سمجھ نہ سکا تھا۔یہ لڑکی مر سکتی تھی مگر سوری نہیں کہہ سکتی تھی۔اور وہ جو راہداریوں میں اگے جا رہی تھی دعا کر رہی تھی کہ وہ اسے روک لے۔

"یا اللہ اس ادم خور کو عقل دے"وہ بڑبڑاتے ہوئے قدم اٹھا رہی تھی۔لمحے بھر کا کھیل تھا ایڈم سب سمجھ گیا تھا۔

"بدصورت لوگ بد دماغ بھی ہوتے ہیں کیا بات ہے" ایڈم نے پیچھے سے مسکرا کر کہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اب چمک تھی۔ وہ گزیل کے صبر سے واقف تھا جانتا تھا وہ رد عمل ضرور دے گی۔ توقع کے عین مطابق وہ ایک جھٹکے سے موری اور پیر پٹختی ہوئی اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی، ایڈم سے مسکراہٹ ضبط کرنا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔ انسان کے پاس زندگی میں ایک گزیل جیسی مخلوق ہونی چاہیے یہ جہاں آپ کو بہت سے مسائل میں مبتلا کرتی ہے وہیں ان کو تنگ کر کے جو سکون آپ کو ملتا ہے وہ آپ کو ڈپریشن جیسی کئی بیماریوں سے بچا سکتا ہے۔ اس کی بات سن کر گزیل نے اس سے معافی مانگنے کا ارادہ ترک کر چکی تھی۔

"آدم خور انسان میں شرم نام کی کوئی چیز ہوتی ہے مگر تم تو انسان ہو ہی نہیں" وہ ہنوس ہنس رہا تھا۔ گزیل جانے لگی تھی جب ایڈم نے اس کے گردن کے گرد اپنی بازو حائل کیا تھا وہ ہنس رہا تھا، گزیل کو سانس لینے میں مشکل ہوئی تھی، ایک جھٹکے سے ایڈم نے اسے چھوڑا تھا۔ وہ جانتا تھا اب اس کی خیر نہیں۔ وہ کھانستی اپنا سانس بحال کر رہی تھی۔

"جاؤ معاف کیا" وہ کسی بادشاہ کی طرح کہتا اسے زہر لگا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"معافی مانگی کس نے ہے" وہ چیخی تھی۔

"ایک بدصورت لڑکی نے" اور اس سے پہلے وہ اور بھی کچھ کہتا اس کو اپنی طرف بھاگتا دیکھ وہ بھی بھاگنے لگا تھا۔

کچھ ثانیہ بعد دونوں صوفے پر بیٹھ گئے تھے، دونوں کا سانس بے ترتیب تھا۔

"تمہیں مجھے بتانا چاہیے تھا" وہ اب سنجیدہ لہجے میں کہہ رہا تھا، دونوں بھاگ بھاگ کر تھک چکے تھے۔ گزیل آنکھیں بند کیے سانس بحال کرتی کہنے لگی،

"ایسا نہیں ہے میں تم سے یہ سب چھپانا نہیں چاہتی تھی، مگر جس وقت تمہارا فون آیا میں اپنے سینسز میں نہیں تھی۔ میں غصہ، ڈر، اور بہت سی چیزوں کا شکار تھی۔ نازق اور ازکی دونوں اگر مجھے وقت پر نہ سنبھالتے تو مجھے نروس بریک ڈاؤن ہو جاتا۔ میں تو ان سے بھی چھپانا نہیں چاہتی تھی۔ میں کسی سے چھپانا نہیں چاہتی تھی سوائے مراد بابا کے، مگر مجھے تمہیں بتانے کا وقت ہی نہ ہی ملا مجھے نہیں پتہ تین دن کیسے گزرے مگر جب میں تم سے ملی تو تم ناراض تھے۔ ہاں میں تمہیں بتا سکتی تھی مگر میں نے نہیں بتایا لیکن اس کے لیے بھی میں

معافی نہیں مانگوں گی، کیونکہ تم میری بات سنے بغیر ناراض ہوئے۔ایڈم تم نے غلط کیا ہے تمہیں میری بات سننی چاہیے تھی۔تم میرا اسپورٹ سسٹم تھے مجھ سے کبھی کوئی ناراض نہیں ہوا تھا۔مگر تم ہوئے "اس کی آنکھوں سے اب آنسو نکل رہے تھے۔میرا اسپورٹ سسٹم مجھ سے ناراض ہوا مگر میری بات سنے بغیر،ایڈم کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی

ایڈم نے گزیل کو گلے لگایا جو اس سے قد میں تھوڑی چھوٹی تھی۔وہ دونوں اب بے آواز آنسوؤں کے ساتھ رو رہے تھے۔

یکدم ہی ایڈم کو کچھ یاد آیا،

"بدصورت تمہیں پتہ ہے کون آرہا ہے"

"کون" گزیل بھی یکدم ہی پرجوش ہوئی۔

"دو لوگ آرہے ہیں،ایک کو جان کر تمہیں خوشی ہوگی جب کہ دوسرے کو جان کر غم"وہ آنسو صاف کرتا آنکھوں میں چمک لیے کہہ رہا تھا۔

"پہلے خوشی کی بات بتاؤ"گزیل کی آنکھوں میں بھی چمک یکدم دوڑی رہی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"بی نوں" ایڈم کہہ کر ہنسنے لگا تھا اور گزیل کو صدمہ لگا تھا، اس کا منہ کھولا کا کھلارہ گیا۔

صدمے کا اثر زیادہ دیر کا تھا پھر اس نے کشن اٹھا کر ایڈم کے سر پر مارا تھا۔

"خوشی کی، یہ خوشی کی بات ہے" وہ اب مسلسل ایڈم کے سر پر کوشن مار رہی تھی۔ ایڈم نے بامشکل سے اپنے آپ کو گزیل سے بچایا۔

"اچھا خوشی کی خبر یہ ہے کہ ان کے ساتھ حیات بھی آرہی ہے" گزیل کا کشن اُٹھایا ہاتھ رکا تھا۔ سوالیہ نظروں سے ایڈم کو دیکھا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو" جیسے تصدیق چاہی ہو۔

"قسم سے نہیں" گزیل بہت خوش ہوئی تھی۔ لیکن اس کے کہنے پر وہ ٹھٹکی تھی۔

"لیکن کیا وہ مستقل آرہی ہے" اس کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔ "مطلب بی نوں کی بیٹی کو طلاق ہوئی ہے" ایڈم نے سر اثبات میں ہلایا۔

سورج کی گرمی کم ہوئی تھی اور بی نوں گھر آگئی تھیں،اور آتے ہی سب سنبھال لیا تھا۔رات مہمانوں نے انا تھااور بی نوں کھانے کی طرف بھاگی تھیں۔ان کے آنے سے رونق واپس آگئی تھی۔حیات کبھی ایڈم تو کبھی گزیل کے ساتھ ہوتی تھی۔دونوں جانے کتنی دفعہ اس کے لیے لڑ چکے تھے۔ازکی ان کے آنے سے خوش بھی تھی اور اداس بھی،اداس اسی لیے تھی کیونکہ اسے علیف یاد آتی تھی،البتہ نازق ویسی ہی تھی۔ابھی بھی وہ دونوں کچن میں تھے، جب کہ ازکی گاڈن میں غائب دماغی سے گھاس پر چل رہی تھی۔جب زیان کی گاڑی پورچ میں داخل ہوئی تھی،اس نے بس ایک نظر رک کر زیان کی گاڑی کو دیکھا تھا پھر اپنا ٹہلنا جاری رکھا۔زیان گاڑی سے اتر کر اندر جانے لگا،جب اس کی نظر ازکی پر پڑی،جانے کیو وہ اندر جانے کے بجائے ازکی کے پاس آگیا۔

ازکی کا رخ زیان کی طرف نہ تھا۔وہ ازکی سے چند قدم دور کھڑا تھا۔

"ویسے اگر کوئی کسی کو پسند کرتا ہو تو اظہار پر جواب نہ دینے کی وجہ کیا ہو سکتی ہے" الفاظ تھے یا کیا،ازکی کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔ساقت ششدر وہ اپنی جگہ پر ہی رک گئی،

مرے مرے قدموں سے وہ مڑی تھی،زیان سنجیدہ چہرے کے ساتھ اس سے کچھ فاصلے پر کھڑا تھا۔

"کیا مطلب"

ازکی ڈر ضرور گئی تھی، مگر اس کا لہجہ کانپا نہیں تھا۔ازکی تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور نہیں زیاد نے مجھے نہیں بتایا،مجھے جیسے بھی پتہ ہو مگر ہر چیز پتا ہے وہ کہہ کر خاموش ہوا تھا۔وہ اس کے جواب کا منتظر تھا زیان ازکی کی آواز مستحکم تھی وہ ازکی تھی سالو اپنے جذبات چھپا سکتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے نہیں معلوم کہ تمہیں یہ سب کیسے پتا ہے اور نہ میں پتا کرنے میں دلچسپی رکھتی ہوں بس تم میرے اس راز کی حفاظت کرو کیونکہ رازوں کی حفاظت کرنا ہر رازدار کا فرض ہوتا ہے۔ میں نے تمہیں رازدار نہیں بنایا قدرت نے بنایا ہے اور میں قدرت کے فیصلے قبول کرتی ائی ہوں تو اج بھی کروں گی اور اخر میں بھی تو تمہارے راز کی رازدار ہوں اور اس راز کی حفاظت کرتی آئی ہوں وہ کہہ رہی تھی اور جانے لگی تھی جب زیان نے پوچھا،"کون سا راز"

زیان کے لہجے میں بے یقینی تھی، محبت کا۔ اس نے رخ موڑ کر زیان کو دیکھا تھا، تو کیا اسے معلوم تھا کیا ازکی کو معلوم تھا کچھ وقت خاموشی چھائی رہی، پھر زیان مسکرایا۔

"ثابت ہوا بہن تو تم بھی نازق کی ہی ہو" ازکی بھی مسکرائی تھی جانے کیوں۔ لیکن تمہیں پتہ ہے ہم دونوں کی کہانی میں فرق ہے۔ زیان نے ہاتھ اگے بڑھایا،

"رازوں کی حفاظت زیان احمد سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا پھر چاہے کوئی کہیں بھی ہو یا کسی بھی طرح کا سلوق کرے زیان احمد کی ساتھ زیان احمد کی زبان کچھ نہیں اگلے گی چاہے کوئی بھی کچھ بھی کے لے تم اگر میرا راز، راز نہ بھی رکھو تب بھی میں تمہارا راز راز رکھوں گا۔ کیونکہ میں یہ کرتا ایا ہوں یہ میری کمپوزیشن کا حصہ ہے تمہارا راز میرے پاس محفوظ رہے گا۔ ایک دوسرے کے رازدار دوست بننے کے بارے میں کیا خیال ہے"

وہ مسکرائی تھی، اس نے زیان سے ہاتھ ملایا تھا اور جانے کیوں اسے زیان پر تاس آیا تھا۔ اسے اس کی بات کا مطلب سمجھ آگیا تھا، کہ ان دونوں کی کہانی میں فرق تھا اور فرق کہاں تھا وہ جانتی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ڈوبتا سورج اور چڑھتا چاند اس دوستی کے گواہ تھے، اس راز کے رازدار تھے، اور اس وعدے کے گواہ تھے، اور یہاں سے ایک نئے دور دوستی کا آغاز ہوا۔

ملازم کے بولانے پر ازکی اندر کی جانب بڑھی کچھ دیر کے بعد زیان فون پر کسی سے کچھ کہتا بی نوں کے سامنے کھڑا ہوا۔ بی نوں کو زیان بہت پسند تھا اور زیان بھی بی نوں کو اتنی ہی اہمیت دیتا تھا جتنی نازق دیتی تھی۔ بی نوں سے اگر کسی کو مسئلہ تھا تو وہ تھے ایڈم اور گزیل یہ ایک واحد بات تھی جس پر دونوں راضی ہوتے تھے۔ بی نوں کو دیکھ زیان نے فون کان سے ہٹایا اور بہت محبت سے انہیں گلے لگایا، بی نوں کی بھی آنکھیں نم ہوئی تھیں،

"بی نوں آپ نہیں تھیں تو مجھے لگا دنیا ختم ہو گئی ہے، آپ کے بغیر سانس لینا ناممکن تھا۔ اب آپ آ گئی ہیں تو لگتا ہے کہ میری سانس میں سانس آ گئی" وہ کہتا جا رہا تھا، اور بی نوں ہنس ہنس کر یک دم ہی رونے لگی۔

زیان نے بغیر کچھ کہے انہیں گلے سے لگایا، اسے بی نوں کا رونا اچھا نہیں لگا تھا، مگر میرے بیٹے میں تمہیں بتاؤں اولاد کے غم بہت بڑے ہوتے ہیں۔ وہ کہہ رہی تھیں اور زیان کو

اپنے دل میں درد محسوس ہوا۔ اس کا بھی رونے کا دل چاہا تھا، مگر وہ نہ روسکا وہ مرد تھا وہ کم از کم اس وقت نہیں روسکتا تھا۔

"بی نوں مت روئیں آپ کو تو بلکہ شکر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالی نے اس کم ظرف انسان سے آپ کا واسطہ ختم کر دیا جانتا ہوں کہ یہ تکلیف دہ ہے مگر صبر سے کام لیں۔ بی نوں اب سیدھی ہوتیں اپنے آنسو صاف کر رہی تھیں۔

"جانے تمنا"

زیان کے انہیں یوں بلانے پر وہ پنجابی میں بولیں،

"اہ تیری لتاپنا" اور وہ دونوں ہنسنے لگے۔ کچھ وقت بعد کھانا لگ چکا تھا۔ جانے کیوں آج ادریس نہیں آیا تھا۔ زیان نازق کے بلانے پر نازق کی طرف متوجہ ہوا۔

"کیا ہوا ہے ادریس کیوں نہیں آیا" بے دلی سے چمچہ چلاتے وہ پوچھ رہی تھی۔ فتحان سے مل کے آنے کے بعد سے نازق کا کسی چیز میں دل نہیں لگا رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اس کو کچھ کام تھا اسی لیے وہ نہیں اہ سکا" نازق نے کوئی جواب نہ دیا، میز کے گرد سب تھے مراد احمد کے سوا، وہ آج کل کہاں ہوتے تھے کسی کو نہیں معلوم تھا۔ گزیل اور ایڈم ہمیشہ کی طرح ایک دوسرے کو تنگ کرنے میں مصروف تھے، زیان بھی بیچ بیچ میں ایڈم کا ساتھ دیتا تھا جس پر گزیل روحان سی ہوتی تھی۔ بی نوں کی کوفت دور کرنے کو زیان وقتاً فوقتاً کوئی مذاق کرتا، جس پر وہ دل کھول کر مسکرا دیتی تھی لیکن اگر آج کچھ بدلا تھا تو وہ ازکی تھی۔ زیان اور ازکی کو کسی نے آج سے پہلے اس طرح بات کرتے نہیں دیکھا تھا، وہ تو کبھی ایک دوسرے سے ضروری کام کے علاوہ ملے بھی نہ تھے، مگر آج ایک دوسرے کی بات پر جیسے وہ دونوں ہنس رہے تھے وہ وہاں موجود ہر شخص نے محسوس کیا تھا۔ یہ ایک تبدیلی تھی مگر مثبت تبدیلی تھی اور مثبت تبدیلیوں پر انسان کو خاموشی سے خوش ہونا چاہیے۔

"زیان بھائی" اب کہ ایڈم کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ کھانے میں مصروف زیان نے چہرا اٹھا کر ایڈم کو دیکھا، جیسے جاننا چاہتا ہو کہ ایڈم کو کس چیز کا تجسس ہے۔

"ہاں کہو ایڈم"

"زیان بھائی میں نے فتحان بھائی سے بھی کہا تھا آنے کو وہ کیوں نہیں آئے کیا آپ کو معلوم ہے "نازق نے چونک کر سر اٹھایا فتحان کے نام پر دل کو کچھ ہوا تھا، جانے کیوں۔

زیان نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔

"میں تو ہر طرف سے روبوٹس کے درمیان میں گھرا ہوا ہوں اپنی روٹین سے ہٹ کر یہ لوگ کچھ نہیں کرتے "اس کی بات پر ایڈم مسکرایا وہ جانتا تھا کہ زیان فتحان کے ساتھ ساتھ نازق کو بھی کہہ رہا تھا۔ توقع کے عین مطابق وہ نظر انداز کر گئی تھی، کون جانے کتنی دیر وہ اسے تنگ کرتے رہنے والے تھے۔ آج کتنے دن کے بعد بی نوں نے سب کو ہنستے دیکھا تھا۔ انھیں زیان اسی وجہ سے پسند تھا کیونکہ زیان ہی وہ واحد انسان تھا جس کے آنے سے مراد احمد کا گھر چمک اٹھتا تھا۔ بی نوں دل ہی دل میں زیان کو لاکھوں دعائیں دیتی ان سب کو کھانا کھاتا چھوڑ کر اپنے کمرے میں آگئیں۔ زندگی بھی کبھی کبھی انسان پر کتنا بوجھ ڈال دیتی ہے۔ بی نوں آنکھیں موندے سوچ رہی تھیں۔

وہ سب کھانا کھا کر فارغ ہو چکے تھے، گزیل اور ایڈم تھک کر اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے،نازق ازکی اور زیان کھلی ہوا میں سانس لینے کو باہر آ گئے موسم صبح کی نسبت خوشگوار تھا۔ ہلکی چلتی ہوا روح تک تازگی پھیلا رہی تھی۔ وہ تینوں گھاس پر چلتے موسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ زیان مسلسل کوئی نہ کوئی بات کر رہا تھا جس پر ازکی مسکرا دیتی تھی،نازق تو مسکورانے کی بھی روادار نہ تھی۔ کچھ یاد آنے پر نازق اندر چلی گئی۔ زیان اسے روکنا چاہتا تھا مگر زبان نے ساتھ نہ دیا، ہر وقت چلتی زبان دل کے معاملے میں ساتھ کیوں نہ دیتی تھی۔ وہ بس وہاں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا مونا کو شام میں فتحان کا ڈرائیور واپس کر گیا تھا۔ وہ خود نہیں آیا تھا۔ نازق کو کیا ہوا تھا یہ وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔ ازکی کو زیان پر بے اختیار ترس آیا تھا،

"تم اسے بتاتے کیوں نہیں ہو" الفاظ تھے یا کیا زیان مرا ٹھنڈی ہوا چلتی اس کے بالوں کو اڑا رہی تھی ازکی کو زیان وہ نہیں لگ رہا تھا جو وہ اکثر نظر آیا کرتا تھا۔ وہ تو ایسا نہیں تھا وہ تو ہر

وقت ہنسنے مسکرانے والا انسان تھا، مگر یہ جو اس کے سامنے کھڑا تھا یہ تو کوئی اور ہی تھا کوئی اور کوئی بھی مگر زیان نہیں، یہ سامنے کھڑا انسان زیان نہیں ہو سکتا تھا۔

"ازکی مجھ میں اس کے نہ سننے کی ہمت نہیں ہے" ازکی کا سانس اٹک گیا، ٹھنڈی ہوا بھی سانس کو بحال نہ کر سکی، زیان کا لہجہ شکستہ تھا، محبت کسی کو بھی پاگل کر سکتی ہے یہ ازکی کو سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا۔

"ازکی نازق تمہاری جیسی نہیں ہے وہ مجھے اذیت نہیں دے گی" ازکی حیران ہوئی مگر کچھ کہہ نہ سکی، وہ کیا کہہ رہا تھا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

"وہ تمہاری طرح کچھ کہے بغیر نہیں جائے گی وہ نہ کہے گی اور پھر وہاں سے چلی جائے گی کبھی نہ واپس آنے کے لیے اور نہ کبھی واپس آئے گی" ازکی کی آنکھوں میں ہلکی نمی تیری، وہ نازق کو غلط سمجھ رہی تھی مگر اس نے خود نے بھی تو یہی کیا تھا وہ تو زیاد کو کسی بھی جواب کے بغیر چھوڑ کر آئی تھی۔

"ازکی کوئی جواب نہ دینا نہ کہہ دینے سے بھی بہت بڑا ہے" ازکی نے سر جھکالیا وہ اب مزید سر اٹھا کر نہیں چل سکتی تھی وہ تھک گئی تھی،اس سب سے لڑتے لڑتے مگر نہیں زیان خاموش نہیں ہوا۔

"جانتی ہو یہ سب سے برا کیوں ہوتا ہے" وہ دونوں ایک دوسرے سے فاصلے پر تھے،زیان جیبوں میں ہاتھ ڈالے بول رہا تھا،وہ خاموش ہوا کہ شاید وہ جواب دے مگر وہ بول نہیں پا رہی تھی۔

"یہ اس لیے برا ہوتا ہے ازکی کیونکہ یہ انسان کو دوراہے پر لا کھڑا کرتا ہے۔انسان کی امید کو توڑتا ہے کبھی تو کبھی جوڑتا ہے،وہ کبھی خود کو سمجھاتا ہے کہ سب ختم مگر پھر وہ سوچتا ہے کہ نہیں ایسا نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ قسمت اس پر مہربان ہوئے اور ہم مل جائیں۔ازکی نازق دل نہیں رکھتی ہے توڑ دیتی ہے مگر ایک ہی بار میں مگر تم" وہ سانس لینے کو رو کا،

"تم زیاد کو بار بار توڑو گی جب بھی تم اس کے سامنے آؤ گی تب زیاد کو احساس ہو گا کہ ابھی سب ختم نہیں ہوا اور پھر تمہارے جانے کے بعد اسے احساس ہو گا کہ سب ختم ہو گیا ہے"

"زیان بس کرو خدا کا واسطہ ہے بس کرو" ازکی اب باقاعدہ رو رہی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ دیے وہ زیان کو اور نہیں سننا چاہتی تھی۔ وہ کچھ وقت روتی رہی بڑے گھروں کی اونچی دیواروں کا فائدہ اور نقصان ہے کہ یہاں آوازیں نہیں گونجتی وہ کچھ وقت کے بعد خود ہی خاموش ہو گئی۔ زیان ویسے ہی کھڑا رہا حتی کہ اگر یہاں کوئی اور اس سے چہرہ ہتھیلیوں میں چھپا تا روتا دیکھ لیتا تو خاموش ضرور کرواتا۔ زیان ازکی کے پکارنے پر سیدھا ہوا،

"تم بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے"

"سب سے پہلے بد صورت طریقے کے بجائے کسی اور طرح رونا چاہیے" وہ چہرے کے زاویے بگاڑتا بولا تو وہ ہنس پڑی اور پھر ہنستی رہی یہاں تک کہ ازکی کی آنکھوں میں نمی دوبارہ اچکی تھی۔

"ازکی رو کر اگر سب ٹھیک ہو سکتا تھا تو میں بھی رو سکتا ہوں" ازکی نے چہرہ اٹھا کر زیان کو دیکھا، وہ سنجیدہ تھا۔ یکدم ہیل کی آواز سماعت سے ٹکرائی تو وہ سیدھے ہونے لگے، ازکی نے

جلدی سے آنسو صاف کیے وہ دونوں اس ہیل کی آواز سے واقف تھے، مگر کون جانے دور کھڑا ہوا وہ شخص جس نے کالا لبادا پہنا ہوا تھا وہ ہیل کی ٹک ٹک سے واقف نہ تھا، مگر بہت جلد ہونے والا تھا۔ نازق قدم قدم چلتی ان دونوں کے قریب آئی،

"زیان چاچو سے کہنا کہ صبح مجھ سے ملنے ائے مجھے پروجیکٹ کے سلسلے میں ان سے ضروری بات کرنی ہے" وہ سنجیدہ لہجے میں کہتی مڑ گئی وہ سچ میں دل نہیں رکھتی تھی، مگر وہ کم از کم اس سے بدگمان نہ تھی۔ نازق کی بدگمانی مراد احمد سے بہتر کون جان سکتا تھا وہ چلی گئی تھی، زیان اور ازکی وہیں رہ گئے زیان ازکی کی طرف مڑا،

"ازکی تم اس سے سچ کہو تم اس سے وہ سب کچھ بتاؤ جواب تک نہ پتہ سکی ہو وہ تم سے محبت کرتا ہے وہ ضرور تمہارے لیے لڑے گا" وہ کہہ کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔ ازکی اب اسے دیکھنے لگی اسے اس انسان پر بہت ترس آیا تھا۔ نازق پر آج پہلی بار ازکی کو غصہ آیا تھا۔ کیا وہ اس شخص کا دل توڑ رہی تھی جو ہر وقت لوگوں کے دلوں کو زندہ رکھنے میں لگا رہتا تھا؟

Clubb of Quality Content

مگر خود وہ کیا کر رہی تھی،وہ بھی تو زیاد کا دل توڑ رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی مگر اب اس میں تازگی نہ رہی تھی۔ ازکی کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا وہ قدم قدم چلتی دروازہ عبور کر کے اندر چلی گئی اور اسی وقت زیان بھی مین گیٹ عبور کرتا بہت سے نئے قصوں کا اغاز کر گیا تھا،کون جانے اگے کیا ہونے والا تھا کون جانے۔

فون کی سکرین سے آتی روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ فون پر مسلسل کسی کا نام لکھا آرہا تھا۔ مسلسل بجتے فون کی وجہ سے مراد احمد کی نیند کھلی،سائیڈ ٹیبل پر رکھا فون اٹھایا سکریں پر نام دیکھنے پر مراد احمد کی نیند ختم ہو چکی تھی۔

"ہیلو" دوسری طرف سے آواز آئی۔

" کہو کیا ہوا ہے" مراد احمد کی پریشان آواز ابھری۔

"سر ڈاکٹر کا پتہ چل گیا ہے مگر وہ ملک میں نہیں ہے آپ کو دوسرے ملک جانا ہوگا"

"اچھا کیا کسی نے تمہیں فالو کیا تھا" مراد احمد کی آواز میں واضح پریشانی تھی جیسے کسی راز کھلنے کا اندیشہ ہو۔

"جی سر کوئی تھا مگر اس سے پہلے میں اسے دیکھتا وہ جانے کہاں غائب ہوا"

مراد احمد نے خود کو سخت الفاظ کہنے سے روکا۔

"کیا تم ایک کام بھی کسی جھول کے بغیر کر سکتے ہو" فون کھٹک سے بند کر دیا پھر اٹھ کر واش روم کی طرف بڑھ گئے اب انہیں نیند نہیں انی تھی۔

"ہیلو سر" فون پر سے آواز ابھری تھی۔

"کہو"

"وہ ڈاکٹر کا پتہ کروا رہے ہیں" فون پر اس کی گرفت ڈھلی ہوئی بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اس نے آنکھیں میچ لیں، ذہن پر بوجھ بہت بڑھ چکا تھا۔

" تو تم نے اپنی بیٹی کی بات مان ہی لی مگر گڑھے مردے اکھاڑنا تمہارے لیے ہی نقصان دہ ہے میں تمہیں نقصان نہیں پہنچنا چاہتا میں تمہیں نقصان نہیں پہنچانا چاہتا میرا یقین کرو میں نقصان نہیں پہنچانا چاہتا میں وقت نہیں دہرانا چاہتا" وہ جانے کتنی دیر یہی دہراتا رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

صبح ہر صبح کی طرح گرم تھی مگر یہ گرمی صرف غریبوں کے لیے ہوتی ہے، امیر اس گرمی کو نہیں جان سکتے۔ وہ لوگ کیا جانیں گے گرمی کیا ہے جو لوگ ستر طرح کے علات کا استعمال کرتے ہیں ایسے لوگ کیا جاتے ہیں کہ غریب بغیر جوتے کے زمین پر کیسے چلتا ہے مراد احمد کی زندگی کا سب سے حسین باب عیلف مراد احمد تھیں۔ جب عرصہ پہلے مراد احمد پروجیکٹ کے لیے ترکی گئے جہاں وہ ایک انتہائی تنگدست علاقے میں اگئے جانے کی وجہ ان

کا کام تھا ور نہ وہ غریبوں سے دس قدم کی دوری پر ہی رہتے تھے۔ اس تنگ دست علاقے میں ایک نیلی چھت والا گھر خرم افندی کا بھی تھا، اپنی گاڑی سے نکل کر وہ ایک قدیم عمارت میں آئے یہاں سے نیلی چھت کا منظر صاف نظر آتا تھا البتہ چھت سے منظر ٹھیک نہ تھا بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی کھڑا ہے عمارت کا حال بہت خراب تھا ہر جگہ ریت مٹی اور کنکر تھے۔ وہ عمارت کی بلائی منزل پر آئے یہاں سے حسین ترین ترکی نظر آتا تھا۔ یہاں کھڑے مراد احمد کی نظر اس نیلی چھت پر پڑی جہاں ایک لڑکی کپڑے لے کر آئی تھی اس کے بال کمر کی پشت پر بکھرے ہوئے تھے زلمبے کالے بال جو کسی ابشار کی طرح کے تھے، جو صرف بہنا جانتے تھے۔ وہ کچھ وقت تو اپنی جگہ سے حل ہی نہ سکے پھر لڑکی خود پر کسی کی نظر محسوس کرتی مڑی، لمحے بھر کا عمل تھا اور مراد احمد نے نظروں کا زاویہ بدلا۔ ایک نظم تھی جو ان کے دماغ میں آئی تھی یا ان کا دل تھا جو وہ نظم پڑھ رہا تھا۔

فلیئک تحلو والحیاۃ مدیدۃ

آپ کو مبارک ہو اور عمر دراز ہو۔

Clubb of Quality Content

ولیتنک تتضی الآنام غضاب

کاش خواب غضب سے روشن ہوتے

ولیت الزی بینی و بینک عامر

کاش یونیفارم تیرے اور میرے درمیان ہوتی عامر

Clubb of Quality Content!

وبینی و بین العالمین خراب

اور میرے اور جہانوں کے درمیان ویرانی ہے۔

اذنلت منک الود فالکل ھین

میں نے تم سب پر مہربانی آسان کر دی ہے۔

کل الزی فوق التراب

سب کچھ گندگی پر ہے۔

یا لیت شربی من وودک صاقیا

کاش میں تیرے کرم سے پاک پانی پی سکتا

شربی منھ ما الفرات سراب

اس سے پیو جو فرات سراب ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور پھر وقت کتنی جلدی گزرتا ہے کوئی مراد احمد سے پوچھے، آج عرصے بعد بھی مراد احمد کو وہ پہلا مکمل منظر ویسے ہی یاد تھا، پھر کتنے ہی مکمل منظر ان کی زندگی کا حصہ بنے تھے۔ مگر آج مراد احمد کی آنکھوں میں نمی تیر گئی، سنگار میز کے سامنے کھڑے قفل لیکنز لگاتے ان کے ہاتھ رکے آنکھوں میں آئی نمی صاف کرنا بہت مشکل کام تھا، مگر یہ مشکل کام بھی مراد احمد نے خود ہی کرنا تھا۔ وہ ایک مضبوط انسان تھے اپنے باپ، اپنے جان سے پیاری بیٹے، اور اپنی محبوب بیوی کو جو شخص اپنی زندگی میں کھودے اور ہمت بھی نہ ہارے اتنے سارے ٹراماز کو سروائیو کرے تو اس شخص سے زیادہ کوئی مضبوط نہیں ہو سکتا۔ زندگی کسی کے لیے بھی مکمل طور پر اسان نہیں ہوتی، ہر انسان اپنی اپنی مشکلات سے لڑتا ہے، اور یہ مراد احمد کی زندگی کی آخری جنگ تھی۔ اسے مراد احمد نے خود ہی لڑنا تھا، آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے وہ اپنی منزل کی طرف بڑھے، اور کون جانے یہ سفر اُنھیں کہاں لے جانے والا تھا، کون جانے۔ یہ سفر ان کی زندگی کی کتاب پر کیا اثر کرنے والا تھا۔

نازق کی کمپیوٹر پر ٹائپ کرتی انگلیاں رکی۔ گلاس ڈور کے اس پار داؤد احمد تھے۔ انھوں نے نہ دستک دی نہ اجازت مانگی، نازق ان کی موجودگی محسوس کر چکی تھی۔ سر کے خم سے اُنھیں اندر آنے کا اشارہ کیا۔ کچھ تھا جو نازق کو کھٹکا تھا، وہ گلاس ڈور سے اندر قدم قدم چل کر آتے نازق کے سامنے پڑی کرسی پر آ بیٹھے۔

"ویسے تم مجھے خود بھی بلا سکتی تھی زبان سے کہنے کی وجہ جان سکتا ہوں" نازق نے نظریں اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا،

"اگرچہ آپ میرے چچا ہیں مگر بزنس میں کوئی رشتہ نہیں ہوتا اور اس وقت میں احمد انڈسٹری کی سی یو آو ہوں" ہاتھ باہم پھنسائے میز پر رکھے وہ سپارٹ لہجے میں بول رہی تھی۔

"میں یہ بات جانتی ہوں کہ یہ صرف ایک پروجیکٹ تک ہے مگر ہے تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ فیکٹریز جو آپ کی ملکیت ہیں وہ آپ اپنے کس بیٹے کے حوالے کر رہے ہیں زیان یا ادریس" وہ بولتے بولتے کب لہجہ سخت کر گئی وہ خود بھی نہ جان سکی۔

"میں آپ کو خود بلاتی مگر میرے پاس اس کا وقت نہیں تھا اتفاق سے زیان ہماری طرف آیا تھا مجھے بہتر لگا اس کے ہاتھ پیغام بھجوانا اس لیے میں نے بھجوا دیا اب آپ میرے سوال کا جواب دیں"

"مالک کے حوالے کر رہا ہوں میں اپنی فیکٹری "ایک مسکراہٹ کے ساتھ کہتے وہ نازق کو حیران کر گئے تھے۔ جس کو وہ کمال مہارت سے چھپا گئی تھی، تاثرات چھپانے میں تو وہ ماہر تھی۔

"کیا وہ اس سب کو سنبھالنے کے قابل ہے "اب کی بار لگائی گئی ضرب نشانے پر لگی، داؤد احمد کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"میں آپ سے اور بھی کچھ کہتی مگر اپ کا انتخاب ہمیشہ کی طرح اس بار بھی بہت برا ہے" کرسی کی پست سے ٹیک لگائے بازو سینے کے گرد باندھے وہ پرسکون دکھائی دے رہی تھی۔ ہاتھ سے دروازے کی طرف اشارہ کیا اور کہا،

"باہر جانے کا راستہ وہ ہے آپ جا سکتے ہیں "داؤد احمد نے مشکل سے غصہ کو ضبط کیا۔

"لڑکی تم کیا سمجھتی ہو خود کو "وہ ایک ہاتھ میز پر مارتے کھڑے ہوئے،

"میں خود کو سی ای او اف احمد انڈسٹری سمجھتی ہوں "انتہائی پر سکون لہجے میں کہتی وہ داوٗد احمد کو اتنی ہی زہر لگی تھی جتنی کہ از کان کو لگتی تھی۔

"مجھے لگا تھا کہ آپ زیان کو منائیں گے یا ادریس کو مگر نہیں آپ کو مالک کو ہی چوز کرنا تھا، میرے نزدیک مالک سب سے برا اپشن ہے میں امید کرتی ہوں آپ وقت رہتے بات کو سمجھ لیں گے " کہہ کر نازق مراد احمد اپنا کام کرنے لگی۔ داوٗد احمد کو اپنا آپ حقیر محسوس ہوا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"گولڈ ڈگر کی بیٹی نہ ہو تو "جاتے جاتے بھی وہ طنز کرنا نہیں بھولے تھے۔ نازق نے بس ایک نظر اٹھا کر دیکھا، کوئی کسی کی ماں کے بارے میں ایسا کیسے کہہ سکتا ہے۔ کوئی کسی کی ماں کے بارے میں ایسا کیسے کہہ سکتے ہیں، ماؤں کے بارے میں تو ایسا نہیں کہنا چاہیے۔ نازق نے سر میز پر جھکا دیا وقت گزر جائے سب بھول جائے کاش ایسا ہو جائے۔

اپنی گاڑی سے اترتی نور کچھ یاد آنے پر رکی، ساتھ والی سیٹ پر رکھا بیگ اٹھایا بیکو یو مرر میں دیکھا اور اپنا مسکارا ٹھیک کیا پھر بیگ سے فون نکالا اور تصویر لیکر گاڑی سے باہر آئی اور دوبارا تصویر لی، تصویر لینے کے بعد سامنے نظر آنے والی عمارت کو دیکھا،

"متفق" ایک بیکری جو سفید اور بورے رنگ کی تھی۔ جن میں سفید کے بھی بہت سے شیڈز تھے، اور بھورے رنگ کے بھی بہت سے شیڈز تھے۔ متفق اس نے زہر لب دہرایا۔ قدم اٹھاتی وہ اندر جانے لگی، جب اسے یاد آیا ہاتھ میں پکڑا فون بلند کیا اب وہ سفید اور بھرے رنگ سے لکھے متفق کی تصویر بنا رہی تھی، اس بات سے ناواقف کے گلاس ونڈو کہ اس پار بیٹھا ایک شخص اسے اس طرح کرتا دیکھ دل سے مسکرا رہا تھا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو اسے یہ بہت کرانج لگتا، مگر نہیں اسے نور خان کا کچھ بھی کبھی بھی کرانج نہیں لگا تھا۔ وہ سر جھکائے مسکرایا۔ وہ دروازہ کھلتی اندر آئی تو ستائشی نظروں سے بیکری کو دیکھ رہی تھی گہرے بھورے رنگ کا وڈن فلور جس پر جگہ جگہ ہلکے بھورے رنگ کے میز تھے، اور اعتراف میں

کرسیاں تھیں۔ سفید رنگ کی اس نے آج سے پہلے ایسی بیکری نہیں دیکھی تھی، اسے یہ بیکری پسند آئی تھی۔ یہ بیکری ایک کیفے بھی تھا یا شاید بیکری میں کیفے تھا جو بھی تھا بہت حسین تھا بیکری میں بیٹھ کر کھانے کی جگہ نہیں تھی اسی لیے کیفے ایریا میں جانا پڑتا تھا ایک انوکھی بات تھی کہ بیکری میں جگہ جگہ شیشے لگے ہوئے تھے۔ نور خان نے بہت غور سے ہر چیز کو دیکھا پھر ہاتھ میں پکڑا فون تصویر لینے کو اوپر کیا، اکا دکا لوگ ہی تھے تصویر بنا کر وہ مطلوبہ میز تک آئی، ادریس اپنی جگہ سے اٹھا اور میز کی ایک طرف سے ہوتا ہوا نور کے ساتھ کھڑا ہوا، کچھ کہے بغیر ہی کرسی دھکیلی اور ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کیا، مسکراہٹ ہنوس اس کے لبوں پر تھی۔ نور خان بغیر کچھ کہے بیٹھ گئی اسے یہ سب اچھا لگا تھا، ادریس کا مسکرانا، اس کا کرسی دھکیلنا، اور یہ بیکری یہ بہت اچھی لگی تھی۔ کتنی پیاری تھی نا یہ بیکری وہ بیٹھ گئی تو ادریس بھی اپنی کرسی پر بیٹھا۔

Clubb of Quality Content

" کیسی ہیں مادام "اُن کا میز ایک بڑی کھڑکی کے ساتھ تھا۔ کھڑکی سے دھوپ چھن کراتی ادریس کی انکھوں پر پڑ رہی تھی، خزاں رنگ کی آنکھیں مسکراتے ہوئے بہت اچھی لگ رہی تھیں۔

" کیسی لگ رہی ہوں "شانے اچکاتے کہتی ادریس کو ہنسنے پر مجبور کر گئی، وکیل وہ بھی عورت سیدھا جواب دے ہی نہ دے، اس نے سوچا کہنے کی ہمت نہیں تھی ظاہر ہے زندگی ابھی عزیز تھی۔

" ہنسنے کی وجہ "اس کے پوچھنے پر وہ گردن نفی میں ہلانے لگا۔

" نہیں کچھ نہیں "ویٹر ارڈر لینے آیا تو ادریس نے نور سے ارڈر کروانے کا کہا،

"تم میرے اور اپنے دونوں کے لیے ارڈر کر لو میں کھالوں گا"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ اور نور کی آنکھوں میں پریشانی ابھری پھر تشکر، کوئی آپ کی چوائس پر اعتماد کرے یہ چیز اور یہ احساس کتنا اچھا لگتا ہے۔ نور نے ارڈر کروا کر مینیو ویٹر کو ہی دے دیا ویٹر بھی اوڈر لے کر واپس جانے لگا، نور ہاتھ باہم پھنسائے میز پر رکھے کرسی پر ذرا آگے ہو کر بیٹھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مجھے اچھا لگا کہ تم میری چوائس پر ٹرسٹ کرتے ہو" ویٹر اور ادریس نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا،دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور مسکرائے نور نے پہلے ادیس کو دیکھا اور پھر ویٹر کو،اس کے دیکھنے پر ویٹر اپنے کام کی جانب بڑا۔ نور کو اتنا تو احساس ہو گیا تھا کہ وہ کسی بات سے ناواقف ہے۔

"کیا میں یہ جان سکتی ہوں کہ ایسا کیا ہے جس سے میں ناواقف ہوں" وہ سراسبات میں ہلاتا کرسی پر آگے ہو کر بیٹھا۔

"سو بات یہ ہے کہ یہ بیکری میری کزن نازق مراد احمد کی ہے یہاں پر ہر چیز اس کی ہی ریسپی سے بنتی ہے اور نازق سے بہتر کو کنگ یا بیکنگ کوئی نہیں کرسکتا کم از کم میرا تو یہی خیال ہے"

"ایک ایک منٹ تم کہہ رہے ہو کہ یہ بیکری نازق مراد احمد کی ہے مطلب وہ کو کنگ کرتی ہے" وہ حیرت زدہ تھی،ادریس کے لیے یہ نیا نہیں تھا مگر نور بھی نازق سے متاثر ہو گئی اس نے نہیں سوچا تھا وہ سر اس بات میں ہلانے لگا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اومائی گاڈ سی ای او نازق مراد احمد کو کوکنگ کرنی آتی ہے"

"اور بیکنگ بھی"وہ جملہ مکمل کیے بغیر نہ رہ سکا

"شی از امیزنگ پتہ ہے میں نے نازق کے کہنے پر جمیل کو جیل بھجوایا تھا مجھے بہت مزہ آیا تھا"وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ اس وقت کتنے جوش میں تھی یا وہ اپنا فین موومنٹ بتا رہی تھی شاید اس لیے، لیکن پھر وہ سب ختم ہو گیا میں دوبارہ نازق سے مل ہی نہ سکی۔ لیکن مجھے نازق بہت پسند ہے کہہ سکتے ہیں کہ میں نازق سے obsessed ہوں وہ مسکرا کر کہتی بہت اچھی لگ رہی تھی۔ اس کی سبز انکھیں کتنی اچھی لگ رہی تھیں البتہ انکھوں میں چمک نہ تھی ادریس ہاتھ تھوڑی تلے جمائے نور کو کہتا سن رہا تھا، کچھ وقت گزرا تو کھانا تھامے ویٹر ان تک آیا کافی اور چاکلیٹ براؤنی کے اوپر سفید رنگ کی کریم لگی ہوئی تھی، ایک پھول کا بنا ہوا گلاب تھا شاید براؤنی دوسری براؤنیز سے مختلف نہ تھی مگر ذائقے میں بہت بہترین تھی منہ میں جا کر گھلنے والی نور بھول چکی تھی کہ وہاں ادریس بھی تھا، اس نے اپنا فون نکالا اور تصویر بنائی ادریس اسے دیکھ رہا تھا غور سے ہمیشہ کی طرح اسے وہ سفید گلاب بہت پسند آیا۔

"ویسے یہ سفید گلاب اچھا ائیڈیا ہے" نور سراہے بغیر نہ رہ سکی۔

"ویسے کیا تمہیں اس کے پیچھے کی کہانی پتہ ہے" اس کے کہنے پر نور ہاتھ ور کے اسے دیکھنے لگی، پھر گردن نفی میں ہلائی۔

"کیا اس کے پیچھے کوئی کہانی بھی ہے" وہ حیران ہوئی تھی۔

"ہاں بالکل ہے" وہ اب کرسی کو میز کے قریب گھسیٹتا کہنے لگا،

"نازق کی ماما ترک تھیں نازق کو بھی ترک کلچر سے لگاؤ ہے ترک تہزیب میں لوگوں کو لگتا ہے کہ سفید گلاب دشمنی کی علامت ہے" وہ سانس لینے کو رکا،

"لیکن نہیں سفید گلاب صرف دشمنی کی علامت نہیں ہے یہ ڈگنٹی اور انوسنسی کی ہے اس کے ساتھ ساتھ پیورٹی بھی اور ایک مزے کی بات پتا ہے" نور نے نفی میں سر ہلایا۔ "از کان کو صرف یہ پتا ہے کہ سفید گلاب دشمنی کی علامت ہے اور نازق ان کو وقتاً فوقتاً براونیز بھیجتی ہے۔ وہ اپنی بات ختم کر چکا اور نور اس نئے ہوئے انکشاف پر مرغوب ہوئی تھی۔ وہ کچھ وقت اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے پھر نور نے ادریس سے پوچھا

Let's split the bill

ادریس نے بس نظریں اٹھا کر سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھا، اسی وقت ویٹر بل لے آیا اس نے میز کے درمیان میں بل رکھا ادریس نے اشارے سے ویٹر کو جانے کا کہا ویٹر وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ادریس نے رخ نور کی طرف موڑا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

Madam you have eaten your meal, and so have taken the pictures, now just let me drive you home and forget about it.

ساتھ ہی بل اٹھایا وہ یوں مسکرا کر کہتا نور خان کے دل میں اپنی جگہ بنا چکا تھا۔ وہ اپنے تاثرات چھپانا چاہتی تھی لیکن مانو اس کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پر آ گیا تھا۔

ادریس ہولے سے مسکرایا،

"تمہیں ایسا کیوں لگا تھا کہ میں تم سے بل بھرواؤں گا تم کسی لڑکے کے ساتھ نہیں آئی تھی تم ایک مرد کے ساتھ آئی ہو میں جانتا ہوں کہ تم بل دے سکتی ہو لیکن نہیں میں تمہیں ایسا

نہیں کرنے دے سکتا کم از کم تب جب میں تمہارے ساتھ ہوں ایسا اس لیے ہے کیونکہ تم میرے لیے خاص ہو، تمہاری موجودگی میرے لیے خاص ہے،اور خاص لوگوں کو یہ احساس دلانا چاہیے کہ وہ خاص ہیں" وہ کچھ کہہ نہ سکی۔ ساکن نظروں سے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھتی رہی، پھر اپنا بیگ اٹھاتی وہاں سے چلی گئی۔ ادریس اپنا کارڈ میز پر رکھتا اس کے پیچھے بھاگا،

"مادام آپ کو گھر چھوڑ دوں" وہ شرارت سے پوچھ رہا تھا۔ کچھ وقت بعد وہ دونوں گاڑی میں تھے، گاڑی ایک سگنل پر رکی، نور گلاس ونڈو کہ اس بار ایک کپل کو دیکھ رہی تھی جو ڈانس کر رہے تھے۔ ادریس نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا،

Clubb of Quality Content

"ویسے ہم کپل ڈانس نہیں کر سکتے" اس کے کہنے پر نور نے رخ موڑ کر اسے دیکھا،اور ساخت نظروں سے اسے دیکھنے لگی،

"کیوں"

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس نے یہ کیوں پوچھا تھا۔

"اس لیے کیونکہ ہم ایڈن برگ میں نہیں بلکہ لاہور میں ہیں اور لاہور کے لوگ ابھی اتنے ازاد خیال نہیں ہوئے کہ ہمیں ڈانس کرتا دیکھ اس کو برداشت کر سکیں" اس کے کہنے پر وہ بے ساختہ ہی ہنس دی۔ رخ مورے اب وہ ان دونوں نفوس کو دیکھ رہی تھی، لڑکا لڑکی کو گول گول گھمارہا تھا اور آس پاس کے لوگ عجیب سی نظروں سے اُنھیں دیکھ رہے تھے۔ بارش شروع ہوئے ابھی کچھ ہی وقت ہوا تھا مگر بارش بہت تیز ہو چکی تھی اور وہ اس تیز بارش میں ان دو لڑکا لڑکی کو دیکھ رہے تھے۔ اسے حیرت ہوئی تھی کہ ادریس اس کی خواہش کیسے جان گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ کافی دنوں کے بعد ہسپتال آئی تھی۔ اس نے اوفس ہیلپ سے زیان کا پوچھا تھا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنے اوفس میں ہے اس نے اوفس ہیلپ سے زیان کو اپنے اوفس میں آنے کا کہا اور خود بیگ ہاتھ میں تھامے اپنے اوفس کی طرف بڑی، اوفس کا دروازہ شیشے کا تھا اس کے باہر اس کے نام کی تختی لگی تھی۔

"نازق مراد احمد "اور نیچے کاڈیالوجی لکھا تھا وہ کچھ ثانیہ تختی دیکھتی رہی پھر گلاس ڈور دھکیلتی اندر چلی گئی۔ کچھ دیر کے بعد زیان اس کے سامنے بیٹھا تھا،

"مادام جلدی کریں میرے مریض میرا انتظار کر رہے ہیں"نازق نے بس نظر اٹھا کر سامنے بیٹھے شخص کو دیکھا جو جھوٹ بول رہا تھا۔

"زیان میں چاہتی ہوں کہ تم اپنے بابا کی کمپنی سنبھال لو"وہ بغیر تمہید کے بول پڑی۔

"میں چاہتی ہوں کہ تم یہ سب کرو مالک نہیں"زیان کرسی پر آگے ہو کر بیٹھا وہ اب کہ وہ سنجیدہ تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"دیکھو نازق یہ سب میرے اختیار میں نہیں ہے بابا کی مرضی وہ جو بھی کریں میں کون ہوتا ہوں کچھ بھی کہنے والا، یہ میرے اختیار میں نہیں ہے"وہ خاموش ہو گیا کچھ وقت کے لیے

"متنفق کے بارے میں ذرا دھیان کرنا"اس کے کہنے پر نازق نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا،

"مجھے لگتا ہے کہ اسمہ احمد کچھ کر رہی ہیں، متنفق کی سیکیورٹی اور بڑھا دو"

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے"

"تمہیں لگتا ہے کہ جو کچھ ہوا ہے اس کے بعد وہ خاموش رہیں گی"

"لیکن متنفق ہی کیوں" وہ جاننا چاہتی تھی زیان نے ایک گہری سانس لی۔

"کیا تم ان کے طریقے سے واقف نہیں ہو لوگوں کو ایموشنل ڈیمج دینا انہیں بہت پسند ہے متنفق تمہارے لیے کیا ہے، تمہاری نظروں میں اس کی اہمیت کیا ہے، یہ سب اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ وہ جو ہو گا متنفق کے ساتھ ہی کریں گی" وہ بولتے بولتے رکا، نازق کے فون کی جلتی ہوئی اسکرین نے اس کی توجہ اپنی طرف کھینچی، نازق اور زیان نے بیک وقت پہلے اسکرین کو پھر ایک دوسرے کو دیکھے۔ نازق نے میز پر رکھا اپنا فون اٹھایا جس پر مریم لکا آرہا تھا۔ مریم متنفق کی مینجر تھی اس سے پتہ تھا۔ نازق کے تاثرات سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا، اسے پتہ تھا کہ یہ ہو گا لیکن اتنی جلدی نازق کے تاثرات سخت ہوئے فون بند کرنے کے بعد نازق نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا دیا۔ ایک دم ہی غصے کی ایک لہر

نے اسے آگھرا تھا،نازق ایک جھٹکے سے اٹھی اس کے ساتھ ہی زیان اٹھا وہ تیز تیز اوفس سے باہر نکلی تو وہ بھی قدم اٹھاتا اس کے پیچھے گیا۔

قریبا آدھے گھنٹے کے بعد وہ اسمہ احمد کے اوفس کے باہر تھے۔ وہ اوفس روم میں جانے لگی جب سیکٹری نے انھیں رو کنا چاہا،م

"س نازق آپ اندر نہیں جا سکتیں،میڈم ابھی بزی ہیں سر جمیل کے ساتھ"نازق اس کے بالکل سامنے کھڑی ہوئی،

"سی ای او نازق مراد احمد کریکٹ یور سیلف"وہ کہہ کر رکی نہیں تھی اگے بڑھ گئی،راہداری میں موجود لوگ اپنی جگہ رکے اسے ہی دیکھ رہے تھے جس کی حیل کی ٹک ٹک دور ہوتی جارہی تھی۔ اسے رو کنا قہر کا سامنا کرنا تھا اور نازق کے قہر سے بچنا ہو تو نازق سے دور ہی رہو۔

زیان سیکٹری پر ایک نظر ڈالتا نازق کے پیچھے بڑھ گیا،یہ تو شروات تھی نازق نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا میز پر آمنے سامنے اسمہ احمد اور جمیل بیٹھے تھے۔وہ تیز تیز چلیتی میز تک آئی،

"آپ ایسا کرنے والی ہوتی کون ہیں ہاں"اس کی آواز اونچی اور کسی قسم کی لچک سے پاک تھی۔اسمہ احمد نے پریشانی سے پہلے جمیل کو پھر نازق کو دیکھا،

"کیسا"

ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کچھ نہ جانتی ہوں۔نازق نے ایک ہاتھ میز پر مارا،

"آپ جانتی ہیں میں کس بارے میں بات کر رہی ہوں"زیان خاموشی سے پنٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے نظریں جمیل پر رکھے ہوئے تھا،سیاہ رنگ آنکھیں،لمبا قد،پر کشش نکوش، درمیانے کٹے بال جو پیچھے جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھے اور سیاہ سوٹ میں وہ شخص ہینڈ سم تھا مگر زیاد جیسا نہیں۔

"نازق تم کیا کہنا چاہتی ہو میں سچ میں نہیں جانتی" اسمہ احمد کی آواز سمات سے ٹکرائی تو وہ حال میں واپس آیا جمیل سے نظریں ہٹائے وہ اب ان دونوں عورتوں کو دیکھ رہا تھا، نازق نے گہری سانس لی،

"احمد شوگر ملز سے متفق آنے والا آرڈر کینسل کروانے والی آپ کون ہوتی ہیں" اسمہ احمد بے حد پرسکون انداز میں شان اچکاتے ہوئے بولیں،

"مالک ہوں اس کمپنی کی" نازق چند لمحے انھیں خاموشی سے تکتی رہی پھر میز کی ایک طرف سے نکل کر اسمہ احمد کے سامنے آئی، کچھ تھا اس کے انداز میں کہ اسمہ احمد اپنی جگہ سے اٹھی سب کھڑے تھے سوائے جمیل کے جمیل کو عجیب لگ رہا تھا وہ بھی کھڑا ہوا، ہر کوئی نازق کی طرح پر اعتماد نہیں ہوتا جو سب کی موجودگی میں بھی اپنی جگہ پر پر اعتماد ہو کر بیٹھا رہے۔ وہ اب نازق کو دیکھنے لگا تھا جو اس کی ماں کے بالکل سامنے کھڑی تھی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ بولی،

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"اور میں ملکا ہوں، آپ مجھے شطرنج کے اس کھیل میں ہرانا چاہتی ہیں مگر میں آپ کو بتاتی ہوں کہ میں ملکا ہوں، میں اس کھیل میں آج نہیں آئی آپ آئی ہیں، میں اس کھیل میں بہت پہلے سے ہوں مگر میں اس کھیل کا مہرا نہیں ہوں سب یہاں میرے مہرے ہیں میں نے اپنا ایک نام بنایا ہے آپ مجھ پر ایک دروازہ بند کریں تو سو دروازے کھولیں گے ہم سے الگ ہونے کا نقصان آپ کو ہو گا مجھے نہیں، کمپنی کا"

وہ کچھ اور کہتی اس سے پہلے جمیل نے ایک فائل نازق کی طرف اچھالی زیان نے بروقت اگے ہو کر فائل سنبھالی، وہ فائل نہ پکڑتا تو فائل نازق کے منہ پر لگ جاتی۔ نازق بے یقینی سے زیان کو دیکھنے لگی جس کی آنکھوں میں سرخی بڑھتی جا رہی تھی۔

"تمہیں کیا لگتا ہے ہم یہاں ایسے ہی آئے ہیں شہر کہ بہترین وکیل ہمارے لیے کام کر رہے ہیں" زیان میز کی ایک طرف سے نکلا تا جمیل کے سامنے جا کھڑا ہوا، جمیل کا گریبان پکڑے وہ شاید اسے مکا مارنے لگا تھا، مگر نازق کی آواز پر زیان نے رخ موڑا پھر ایک جھٹکے

Clubb of Quality Content

سے پیچھے ہوا۔اس کی آواز میں کوئی لچک نہیں تھی صرف تحکم تھا۔وہ قدم قدم چلتی جمیل کے سامنے آئی،اسمہ احمد سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔

"شہر کی بہترین وکیل تمہیں پوری دنیا سے بچا سکتی ہے مجھ سے نہیں"نازق کا لہجہ بے حد کاٹ دار تھا وہ مڑنے لگی تھی،جب اس نے جمیل کے چہرے پر ایک نشان دیکھا وہ استزائیہ مسکورائی،

"اگر میں غلط نہیں ہوں جو کہ تم اور میں دونوں جانتے ہیں کہ میں غلط نہیں ہوں یہ جو گہرے بھرے رنگ کا نشان تمہارے ناک کے قریب ہے یہ گزیل کا دیا ہوا ہے شاید زخم تھا جو مندمل ہو چکا ہے"سادہ لہجے میں کہتی وہ جمیل کے اندر تک زہر گھول گئی تھی۔

"تمہاری بہن بھی تمہاری جیسی ہے کچھ سالوں بعد وہ بھی وہی کر رہی ہو گی جو تم آج کل تم کرتی پھر رہی ہو"وہ اب زیان کو دیکھ رہا تھا جو رخ موڑے کھڑا تھا وہ شاید نازق کا انتظار کر رہا تھا،نازق نے سوالیہ ابرو اٹھائی۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا"

"مطلب یہی ہے کہ وہ بھی تمہاری ماں اور تمہاری طرح کسی مرد کو پیچھے لگائے "اس کی بات ابھی مکمل ہوتی اس سے پہلے نازق کا زوردار تھپڑ جمیل کو پڑا، تھپڑ اتنا زناٹے دار تھا کہ جمیل لڑکھڑا گیا۔ وہ اگے بڑھی اور اسے گریبان سے پکڑ کر سیدھا کھڑا کیا،

" آج کے بعد میری ماں، میری بہن، یا میرا نام اپنی زبان سے نکالو اور دیکھو میں تمہیں عبرت کا نشان بناتی ہوں "اسمہ احمد بے یقینی سے منہ پر ہاتھ رکھے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ انھیں اس سارے میں کچھ کہنے کا وقت ہی نہ ملا تھا، جمیل کے گریبان کو جھٹکے سے چھوڑتی وہ اوفس سے باہر نکل گئی۔ چند لمحوں کے لیے ہر چیز ساکت ہو گئی پھر زیان قدم قدم چلتا جمیل کے سامنے آیا، جیب میں ہاتھ ڈالے چند لمحے وہ خاموشی سے جمیل کو دیکھتا رہا، پھر جھٹکے سے ایک زناٹے دار تھپڑ جمیل کے منہ پر مارا وہ پھر سے لڑکھڑا گیا، شاید وہ ابھی بھی نشے میں تھا۔

"نازق سے دس فوڈ کی دوری پر رہا کرو" زیان دہاڑا تھا۔ پھر اوفس سے نکل آیا اپنے پیچھے وہ دروازہ ایک ضور دار ٹھاسے بند کر کے گیا تھا، باہر سیکرٹری ڈر اور غصے کی ملی جلی کیفیت کا شکار تھی۔

"تم بھی چاہو تو ہماری تعریف میں حصہ لے سکتی ہو گو جوائن دیم" ساتھ ہی ہاتھ سے اوفس کے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر وہاں سے بھی نکل گیا، جانتا تھا کہ نازق چلی گئی ہو گی سیکرٹری کی نظروں نے اس کا تعاقب کیا تب تک جب تک وہ منظر سے غائب نہ ہو گیا پھر اپنے کاؤنٹر پر واپس آئی،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سارے کا سارا خاندان ہی پاگلوں کا ہے" بر برا کر اپنا کام کرنے لگی۔

اپنی گاڑی کو سڑک پر بھگاتی نازق فون پر کسی کا نمبر ڈائل کر رہی تھی، فون دوسری رنگ پر اٹھالیا گیا تھا۔

"اس وقت شہر کی بہترین وکیل کون ہے" فون دوسری جانب سے اٹھاتے ہی نازق نے سوال کیا۔ دوسری جانب کچھ دیر کی خاموشی چھا گئی۔

"نور خان" وہ اور بھی کچھ بتا رہے تھے، نازق کا ذہن بس اس ایک نام پر رک گیا تھا۔ اس نے فون بند کر دیا اور غائب دماغی سے ڈرائیونگ کرنے لگی۔ اسے کہاں جانا تھا وہ جانتی تھی، اس کا کمفرٹ زون کون تھا، وہ جانتی تھی۔ جو بھی ہو وہ تھک چکی تھی، آخر کو وہ بھی انسان تھی، کب تک مجسمہ بنی رہتی۔ وہ نازق تھی جتنا بھی اس بات سے انکار کرتی حقیقت نہیں بدل سکتی تھی، کہ اسے دکھ ہوتا ہے۔ لوگوں کی باتوں سے وہ ٹوٹتی تھی اس کے اندر آج بھی وہ دو سالہ نازق تھی جو زکی اور مراد بابا کی جان تھی۔ ہنستی، مسکراتی نازق زندگی نے اسے کیا بنا دیا تھا۔ معصوم سے لوہے تک کا سفر صرف نازق مراد احمد جانتی تھی۔ اس سفر نے اس سے بہت کچھ لیا تھا اس کے پیارے، اس کی مسکراہٹ، اس کا زندگی جینے کا انداز، یہاں تک کہ اس کا نرم دل جو اونچی آواز سے ڈر جاتا تھا۔ وہ آج کیا بن گئی تھی مگر وہ اکھڑ سخت ڈائن گھنگریالے بالوں والی باس اور بھی کون جانے کتنے لقب تھے اس کے، وہ خاموشی سے

ڈرائیونگ کرتی رہی کچھ دیر بعد اس کی گاڑی ایک عمارت کے سامنے رکھی۔ سفید اور بھرے رنگ کی عمارت جس میں سفید کے بھی بہت سے شیڈز تھے اور بھرے رنگ کے بھی بہت سے شیڈز تھے۔ وہ عمارت کے سامنے کھڑی عمارت کو دیکھ رہی تھی، جس پر لکھا تھا متفق۔ متفق ترک زبان میں کچن کے لیے استعمال ہونے والا لفظ ہے۔ متفق وہ قدم اٹھاتی عمارت کے اندر چلی گئی وہ شام کے اس وقت ڈوبتا سورج دیکھ رہی تھی گلاس ونڈو سے آتی دھوپ کی کرنیں اس کی آنکھوں پر پڑ رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں کانچ کا سا تاثر تھا۔ گردن اوپر اٹھائے وہ پوری عمارت کا جائزہ لے رہی تھی۔ یہ سب اس کا تھا یہ سب اس نے بنایا تھا یہ بیکری اس کی تھی۔ اس بیکری کی ہر چیز اس نے خود ڈیزائن کی تھی۔ مریم کو کسی نے اس کے آنے کی اطلاع دے دی تھی اور اب وہ اس کے پاس آ رہی تھی۔ نازق کے قریب پہنچ کر وہ خاموشی سے اس کے حکم کی منتظر تھی، نازق نے رخ مڑ کر اسے دیکھا پھر کہا،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں بیکنگ کرنے آئی ہوں شیف سے کہو کہ وہ جائے" حکم دے کر وہ متفق کے اس مخصوص حصے میں چلی گئی جہاں کوئی اور نہیں جا سکتا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ سر پر ٹوپی، ہاتھ میں دستانے، پہنے وہ پہلے سفید میز ے میں گہرے بھورے رنگ کا چاکلیٹ پاؤڈر ڈال رہی تھی وہ بہت سے کپ کیک، براؤنائز اور بھی بہت کچھ بنا چکی تھی۔ اسے بہت سکون مل رہا تھا۔ نازق متفق کبھی کبھی آتی تھی۔ مگر سکون ہمیشہ ملتا تھا ہاں اس کا کمفرٹ جون اس کی بیکری جہاں وہ لوگوں کو اصلی میٹھاس سے متعارف کروایاتی تھی۔ اس کے اندر کی مٹھاس۔ اسے نہ صرف سکون ملا تھا بلکہ وہ مطمئن ہوئی تھی۔ وہ unstoppable ہے وہ جانتی تھی اسمہ احمد اور جمیل کے ساتھ جو وہ کرنے جا رہی تھی اس کے علاوہ کوئی اور نہیں جانتا تھا۔ وہ جب سب کچھ بنا چکی تو کپ کیکس کی آئیسنگ کرنے لگی، از کان کی طرف سے کوئی ردعمل نہیں ہوا تھا کوئی ردعمل ہو گا وہ جانتی تھی، اس نے کپ کیک لیا اس پر سفید رنگ کی آئیسنگ کی پھر دوسرا کپ کیک اٹھایا، نور خان کے ساتھ کیا کرنا ہے اسے پتہ تھا، بھورے رنگ کی آئیسنگ والا کپ کیک۔ تمہیں سفید رنگ کے گلابوں کا قصہ تو معلوم ہے مگر کیا تمہیں

بھورے رنگ کے کپ کیک کا قصہ معلوم ہے، اگر نہیں تو بہت جلد جان جاؤ گے۔ ساتھ پڑا اس کا فون بجنے لگا،

"ہیلو مس نازق کل آپ کا ایک سیمینار ہے ہسپتال میں" وہ فون کان سے لگائے غور سے بات سن رہی تھی۔ ہمم میں جواب دے کر اس نے فون بند کر دیا اور کچن سے باہر نکل آئی، کچہنی کے اصول توڑنے والوں کے ساتھ وہی ہو گا جو ہونا چاہیے۔ غیر قانونی طریقے سے اصول بنانے کی جس نے بھی کوشش کی ہے وہ اپنے اعمال کا حساب دے گا یہ بات چھوٹی نہیں تھی وہ جانتی تھی اسے قاسم احمد اور مراد احمد کو یہ سب بتانا تھا۔ کام ختم کرنے کے بعد وہ گھر چلی گئی، اتفاق تھا یا قسمت، قاسم احمد بھی وہیں تھے۔ گاڑی کو پورچ میں پارک کر کے وہ ڈرائنگ روم میں آئی جہاں سب موجود تھے۔ قاسم احمد، مراد احمد، ازکی، گزیل، ایڈم، بی نوں اور گھنگریالے بالوں والی حیات بھی۔ سب کو ایک ساتھ دیکھ کر اچھا لگا تھا وہ اپنی Mental agony اپنے تک رکھنے کی ماہر تھی، مگر اس وقت یہ ضروری تھا وہ اندر آتے ہی قاسم احمد سے بات کرنے لگی،

"تایا مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے بلکہ آپ کو اور مراد بابا کو ایک بات سے اگاہ کرنا ہے" سب لوگ جو کچھ دیر پہلے باتوں میں مصروف تھے وہ سب اب خاموشی اسے نازق کی بات سن رہے تھے۔ قاسم احمد اس کے انداز سے بات کی اہمیت کا اندازہ لگا چکے تھے ورنہ وہ گھر پر کاروباری معاملات ڈسکس نہیں کرتے تھے۔ "مسلا کیا ہے نازق" اسمہ احمد اور جمیل احمد نے وکیل کی مدد سے کمپنی کے کونسٹیٹیوشن کو بدلا ہے جس کے تحت احمد انڈسٹریز اپنے مالکوں کے ہونے کہ باوجود بھی انٹر لنک رہے گی" متفق والی بات اس نے پتانا ضرور نہیں سمجھا تھا یہ کام انہوں نے بہترین وکیل کے زریعے کروایا ہے کچھ دیر کے بعد مراد احمد، قاسم احمد اور نازق، مراد احمد کی سٹڈی میں تھے قاسم احمد اور نازق خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ مراد احمد فون پر کسی سے بات کر رہے تھے۔ ان کی آواز کافی بلند تھی فون بند کر کے وہ کرسی پر بیٹھ گئے دونوں ہاتھ میز پر رکھے سر ہاتھوں میں گرا لیا، قاسم احمد نے پریشان ہو کر مراد احمد کو دیکھا،

"اب کیا کرنا ہے"

"اب جو کرنا ہے وہ میں کروں گی" جواب مراد احمد کے بجائے نازق نے دیا تھا۔

"میرے پاس ہر چیز کا لاحہ عمل تیار ہے اگر اسمہ احمد یہ چاہتی ہیں کہ ہم سے الگ ہو جائیں تو ٹھیک ہے ایسا ہی ہو گا دادا کے بنائے اصول اب میری ذمہ داری ہیں" وہ کہہ کر رکی نہیں اور جانے کے لیے موری قاسم احمد کی آنکھوں کے سامنے ایک منظر لہرایا وہ آج بھی ویسی ہی تھی ذمہ داریاں سنبھالنے والی سالوں پہلے بھی اس نے ذمہ داری لی تھی اور نبھائی تھی۔ وہ پر سکون نہ صحیح مطمئن ضرور ہوئے تھے اور یہی حال مراد احمد کا بھی تھا، جواب اسے سٹڈی سے باہر جاتا دیکھ رہے تھے۔ باہر آکر وہ اپنے کمرے میں جانے لگی جب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا، وہ مری تو دیکھا ایڈم ازکی اور گزیل مراد احمد کی سٹڈی سے کان لگائے باتیں سن رہے تھے۔ وہ بازو سینے کے گرد باندھے خاموشی سے انہیں دیکھنے لگی۔ نازق کی نظروں کو اپنے اوپر محسوس کرتے ایڈم مڑا ایکا یک ہی گزیل اور ازکی بھی مرے، پھر تینوں اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑ گئے۔ وہ بھی اپنے کمرے میں چلی گئی کل کا دن ایک طویل دن ہونا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلے دن وہ پہلے ہسپتال گئی جہاں وہ بطور پبلک سپیکر ایک سیمینار میں تقریر کرنے والی تھی۔ زیان کی سر جری تھی البتہ فتحان کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ سفید پینٹ پر بھوری شرٹ پہنے ڈاکٹروں والا سفید کوٹ پہنے ہوئی تھی۔ لاشعوری طور پر وہ فتحان کی منتظر تھی۔ ویسے ہی جیسے کبھی وہ تھا کیا وہ آئے گا، کون جانے۔ وہ کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی، سیمینار حول میں بہت سی کرسیاں تھیں سب سے آگے والی کرسیاں سب سے نیچے تھیں پھر پیچھے والی کرسیاں قدرے اوپر تھیں، تاکہ سب کو منظر صاف دکھائی دے۔ حول ڈاکٹرز اور سٹوڈنٹس سے بڑا ہوا تھا۔ اس کے ارد گرد بہت سی فیمیل ڈاکٹرز تھیں، جب کہ پیچھے میل ڈاکٹرز تھے آج کا یہ سیمینار بہت ضروری تھا۔ اس کے بال کرسی کی پشت پر بکھرے تھے، یوں کہ پیچھے بیٹھا شخص بالوں کی لمبائی ناپ سکتا تھا۔ اسے محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے بالوں کو ہاتھ لگا رہا تھا، اس نے چونک کر پیچھے دیکھا تو کرسی خالی تھی مگر کرسی پر لکھا نام اسے حیران کر گیا تھا۔ فتحان احمد وہ سیدھی ہوئی وہ آئے گا تو معلوم ہو ہی جائے گا۔ اس نے جانے کیوں دل کو تسلی دی۔ سیمینار میں کچھ اور اہم شخصیات بھی موجود تھیں پہلے ایک میل ڈاکٹر نئے آنے والے

ڈاکٹرز اور میڈیکل سٹوڈنٹس کو نصیحتیں کر رہا تھا۔اسے پھر محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے کلز کو ہاتھ لگا رہا ہو،وہ جھٹکے سے مڑی اب کی بار کرسی پر فتحان بیٹھا فون پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔وہ مصروف نظر آ رہا تھا۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتی میل ڈاکٹر نے اسے تقریر کے لیے بلایا تھا۔ یکایک تالیوں کا شور گونجا تھا،فتحان نے چونک کر سر اٹھایا نازق اس سے پہلے ہی رخ موڑ چکی تھی۔اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ سٹیج کی طرف بڑھی فتحان کی نظروں نے اس کا سٹیج تک طاقب کیا تھا۔

"فتحان کب آیا اسے معلوم ہی نا ہو سکا"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

وہ مائک ہاتھ میں لیے کہنے لگی،

میں اپنا تعارف ضروری نہیں سمجھتی،کیونکہ میرا کام میرا تعارف ہے اس کی بات پر کئی چہروں پر ستائش واضع تھی اور کئی شہروں پر ناگواری،فتحان کے لبوں پر البتہ مسکراہٹ بکھری تھی۔اسے نازق کی پر اعتمادی اچھی لگی تھی۔میں یہاں آپ کو نصیحتیں نہیں کرنے آئی بلکہ ایک سبق ہے،جو میں آپ کو یاد کروانا چاہتی ہوں جو کہ کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی نے

آپ کو ضرور پڑھایا ہو گا۔ مگر وقت کے ساتھ پڑھتی دھول اس پر جم چکی ہے اور آپ کی زندگی میں اس دھول کو صاف کرنے کا وقت ہی نہیں ہے یہ شاید ہم خود اس دھول کے عادی ہو چکے ہیں۔ معمول سے ہٹ کر اگر کوئی چیز ہوتی ہے تو ہمیں وہ چیز ناگوار گزرتی ہے ہمیں زندگی ڈل بھی لگتی ہے مگر ہم اس کے لیے کچھ کرتے بھی نہیں وہ بول رہی تھی اور سب دم سادے اسے سن رہے تھے۔ جیسے وہ کسی راز سے پردہ اٹھانے لگی ہو، فتحان غور سے اسے دیکھ رہا تھا اس کے کانوں پر پڑتی آواز سنائی دے رہی تھی، مگر وہ کیا کہہ رہی تھی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ وہ بس غور سے نازق کو دیکھ رہا تھا۔ وہ میک آپ نہیں کرتی تھی۔ اسے ضرورت بھی نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں کتنی اچھی تھیں، ہلکے بھورے رنگ کی انکھیں اوپر سے اس کی لمبی اور مڑی ہوئی پلکیں کتنی اچھی لگتی تھیں اس کے سنجیدہ چہرے پر۔

اور وہ سبق کون سا ہے، وہ سبق وہ سانس لینے کو رکی وہ سبق ہے بونڈریز کا لڑکا ہو یا لڑکی بونڈریز ہونا بہت ضروری ہیں۔ آپ کو کیا لگتا ہے انسان کی کوئی بونڈریز نہیں ہیں۔ کیا اللہ تعالی

نے انسان کی کوئی حدود نہیں رکھی، نہیں ایسا نہیں ہے ہر انسان کی حدود ہے حتی کہ ہر مخلوق کی حدود ہیں۔ اور جو حدود سے نکل جائے تو وہ ابلیس بن جاتے ہیں۔ حول میں بیٹھے لوگوں کے چہروں پر ڈر تھا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ جہنم کا بد ترین منظر اللہ تعالی نے کس صورت میں بیان کیا ہے، لیکن وہاں تو جیسے کوئی تھا ہی نہیں جواب دینے کے لیے۔ سورہ رحمن میں جواب اس نے خود ہی دیا تھا۔ اب قرآن کی وہ سورت جس میں اللہ تعالی انسان کو اپنی نعمتیں بتا رہا ہو، وہی جہنم کا بد ترین رخ بھی دکھا رہی ہے۔ اس کی وجہ انسان کو حدود میں رکھنا تھا۔ میں آپ سب سے یہی کہوں گی کہ اپنی حدود متعین کریں۔ آپ لوگوں کی نہیں اپنی نظروں میں گرنے سے ڈریں، لوگوں کی نہیں اپنی سوچیں۔ لوگوں کا تو کام ہی باتیں بنانا ہے آپ اپنی فکر کریں۔ لوگوں کو اپنی مینٹل ہیلتھ خراب کرنے کی اجازت نہ دے۔ کسی کو بھی یہ اختیار نہیں ہونا چاہیے، اور اگر کسی کے پاس یہ اختیار ہے واپس لیں۔ فتحان نے قاسم احمد سے سن رکھا تھا کہ نازق اچھا بولتی ہے، وہ انہیں غلط کہنا چاہتا تھا۔ نازق سے اچھا کوئی نہیں بول سکتا تھا۔ آج سے روز آپ لوگ خود سے ائینے کے سامنے کھڑے ہو کر وعدہ

کریں گے، کہ میں اپنے لیے شوہر یا بیوی ڈھونڈنے نہیں جا رہا، یا جا رہی۔ لیکن اگر اس سبق کے بعد بھی آپ کو کوئی پسند ہو تو کیا کیا جائے؟ حول میں یکدم خاموش ہوئی خاموشی کا وقفہ لمبا ہوا تو آپ اپنی پسند کا اظہار کریں اور سامنے والے کے جواب کی عزت کریں۔ اس کے ہاں کی بھی، اور اس کے نا کی بھی آپ کے دل میں اس انسان کے لیے محبت ہو یا نہ ہو عزت ضرور ہونی چاہیے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ اکثر لوگوں کی طلاق ہو جاتی ہے جن کی محبت کی شادی ہو وجہ یہ ہے کہ رشتے میں محبت سے زیادہ عزت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لوگ محبت تو کرتے ہیں مگر عزت نہیں۔ اور جو آپ کی عزت نہ کرے اس کی آپ کی زندگی میں کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے علاوہ ورک پلیس ہریسمنٹ سے بچنے اور اس کے خلاف آواز اٹھائیں، ورک پلس ہریسمنٹ سے متعلق ہمارا ایک اور سیمینار ہو گا بہت جلد۔ اسے محسوس ہوا تھا کہ کوئی مسلسل اسے دیکھ رہا ہے، اس نے ایک نظر اٹھا کر دیکھا ایک سرمئی رنگ کی شرٹ کا اونچا لمبا مرد جس کا نیم رک نازق کی طرف تھا عجیب لگا تھا۔ یک دم بجنے والی تالیوں نے نازق کا دھیان بھٹکایا اس سے پہلے وہ اس شخص کا چہرہ دیکھتی وہ وہاں سے غائب ہو چکا

تھا، البتہ اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی وہیں موجود تھی۔ وہ تالیوں کے شور میں سٹیج سے اتر کر سیمینار ہول سے باہر آئی۔ عقب سے آنے والی آواز پر وہ مڑی، فتحان کا ڈرائیور پنک کلر کے ٹیولپس کا گلدستہ لیے کھڑا تھا۔ نازق نے ایک نظر پھولوں کو دیکھا جب کہ دوسری نظر ڈرائیور پر ڈالی۔ اسے ٹیولپس اچھے لگتے تھے، مگر وہ یہ کیسے لیتی وہ لوگوں کو حدود کا سبق پڑھا کر خود اپنی حدود سے کیسے نکل جاتی۔

"یہ کس لیے" ڈرائیور ابھی کچھ کہتا ہے جب نازق کو عقب سے آواز آئی

"کوئی جیتا ہے مجھ سے ریس میں" آواز پر وہ مڑی فتحان مسکرا کر چلتا اس کے پاس آرہا تھا۔ عمارت کہ اونچے ستونوں کے ایک سرے پر فتحان جبکہ دوسرے سرے پر نازق کھڑی تھی۔ دھوپ جانے کہاں سے آرہی تھی وقت جیسے پیچھے چلا گیا تھا، جیسے کبھی وہ ائی تھی آج فتحان آیا تھا۔ فرق یہ تھا کہ وہاں گھوڑے نہیں تھے فتحان اس کے قریب آیا اور ڈرائیور سے گلدستہ لے کر ڈرائیور کو جانے کا کہا۔ وہ مسکراتا تھا تو اس کی انکھیں بھی مسکراتی تھیں۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"میڈم مبارک ہو"اور گلدستہ نازق کی طرف بڑھایا۔نازق بازو سینے کے گرد باندھے اسے دیکھنے لگی،

"میں یہ پھول نہیں لوں گی"اس نے بے تاثر چہرے کے ساتھ کہا۔فتحان سر جھکائے مسکرایا، کتنا اچھا لگتا تھا وہ ایسا کرتے۔فتحان نے سر اٹھایا تو مسکراہٹ ابھی بھی اس کے لبوں پر برقرار تھی۔

"چلو ایک کام کرتے ہیں دوبارہ ریس لگاتے ہیں مگر نمبر زکی"نازق اس کی بات سمجھ چکی تھی پھر وہ بھی مسکرانے لگی۔اس کی انکھوں پر پڑتی دھوپ اس کی انکھوں پر کانش کا تاثر چھوڑ رہی تھی۔وہ کم کم ہی مسکراتی تھی مگر جب مسکراتی تھی تو بہت اچھی لگتی تھی،،بہت پیاری،بہت معصوم،،بہت نرم،بالکل اپنے نام کی طرح۔اس کو دیکھ کر زندگی کا احساس ہوتا تھا۔

"مجھے منظور ہے"وہ کہہ کر مڑ گئی۔فتحان اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔پھر سر جھکائے سر کھوجنے لگا۔وہ نازق کے قریب رہنے کی کوشش کر رہا تھا،پہلی بار وہ کسی کے قریب رہنا چاہتا تھا،

وہ بھی کسی عورت کے۔ دھوپ میں کھڑے فتحان نے نظریں اٹھا کر راہداری کی اس سمت دیکھا جہاں سے نازق ابھی گئی تھی۔ وہ اب منظر میں نہیں تھی۔

رہاداری میں اگے بڑھتی نازق کو کسی کی موجودگی کا احساس ہوا، یوں جیسے کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہو۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو راہداری میں لوگ اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ اس نے مڑ کر سامنے دیکھا تو ایک سرمائی رنگ کی شرٹ پر سیاہ رنگ کی پینٹ پہنے او نچا لمبا مرد تھا جس کا نیم رک نظر آرہا تھا۔ وہ قدم اٹھاتے اس شخص کے قریب پہنچی اس سے پہلے وہ اس شخص کو پکارتی، اس کے کورٹ میں موجود فون تھر تھرایا۔ ایک لمحے کو اس کی نظروں کا زاویہ بدلا اور اسی ایک لمحے میں وہ شخص غائب ہو گیا۔ وہ حیرانی سے ادھر ادھر دیکھتی اگے بڑھ رہی تھی، ایک انجانا سا خوف تھا جو اسے محسوس ہو رہا تھا۔ رہاداری کے ایک ستون سے ٹیک لگائے وہ شخص نازق کو نظر اگیا تھا فون مسلسل بج رہا تھا، منٹ کے ہزارویں حصے میں اس کی نظریں ستون سے ہٹیں اور ایک بار پھر وہ شخص وہاں سے غائب ہو چکا تھا۔ "نازق" عقب سے آنے والی آواز پر وہ مڑی، سرمائی شرٹ پر سیاہ پنٹ پہنے وہ مسکراتا شخص نازق کے

Clubb of Quality Content

بالکل سامنے، جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ ایک منٹ کو نازق کو لگا جیسے زیاں ہے، مگر پھر لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ اسے پہچان چکی تھی۔ دھوپ ستونوں کے عقب سے نکل کر اس کی انکھوں پر پڑتی اس کی آنکھوں کو گہرے رنگ کا بتا رہی تھی۔ نازق کے ہونٹوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی، "مالک" اور مالک احمد کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842